Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴾1﴿ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴾2﴿ یہ ناول اپنے پچاس **(50)** دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴾2﴿ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

تاریخ اغاز:۔22۔05۔2008

by:theproactivesproducion.

(amaan)

بابا سگ پرست

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

سلیمان کی زبان کسی طرح رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ اور جوزف رہ رہ کر اس طرح کان جھاڑنے لگتا تھا جیسے کوئی مچھر لوگو ہو گیا ہو۔ اور بہر حال مُصر جو کہ اس کی پوری نثری نظم سن ہی لی جائے۔ قصہ دراصل یہ تھا کہ عمران نے دس بارہ دن سے شکل نہیں دکھائی تھی اور کچن کے بجٹ میں اتنی رقم نہیں تھی کہ دونوں میاں بیوی روزانہ مرغ کھا سکتے اور مٹینی شو بھی دیکھ سکتے لیکن جوزف کی چھ بوتلوں میں فرق نہیں ایا تھا۔

آخر یہ سبزیاں کہاں سے ٹپک پڑتی ہیں۔۔۔ سلیمان زور سے دھاڑا اور جوزف صرف مسکرا کر رہ گیا۔

ہاں سالے مسکراؤ۔۔۔ مسکراؤ۔۔۔ کسی دن کوئی گھونٹ پھانسی کا پھندا ہی بن جائیگا

ارے کیوں کوس رہا ہے اسے۔ دوسرے کمرے سے گُلرخ کی آواز آئی۔

تو چپ رہ بڑی آئی حمایتی بن کر۔۔۔

او۔۔ بدماش۔۔۔۔۔ ہمارا بہن کو ڈانٹے گا۔۔ جوزف گھونسہ تان کر کھڑا ہو گیا۔

سلیمان اچھل کر پیچھے ہٹا تھا اور ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ جوزف اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے میز کی جانب بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور سلیمان چپ چاپ کھسک گیا۔

دوسری طرف سے جولیانا فٹز واٹر کی آواز آئی اور جوزف سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

کوئی خبر آئی۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

نہیں مستی، نہ کوئی کال آئی ہے نہ کوئی خط آیا ہے۔

خیر سنو۔۔۔ تم اس وقت کیا کر رہے ہو۔

وہ کچھ نہیں مستی بیکار بیٹھا ہوا ہوں۔۔

گھر سے باہر نکلنے کے موڈ میں ہو یا نہیں۔

اوہ بات کیا ہے۔۔

یہاں میرے گھر پر آ جاؤ۔

مسلح یا غیر مسلح۔

مسلح ہو تو بہتر ہے۔۔

جوزف نے پُر معنی انداز میں سر کو جنبش دی اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ گیراج نمبر 3 سے ایک جیپ نکال رہا تھا۔ جولیا کے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے بھی مسلسل سوچتا رہا کہ آخر اس نے جولیا کے لہجے میں کونسا غیر معمولی عنصر محسوس کیا تھا کیا وہ خوفزدہ تھی کیا متحیر تھا اس کے لہجے میں کیا عمران کے متعلق کوئی بڑی خبر سنانا چاہتی تھی۔۔۔ اور پھر اس نے مسلح ہو کر آنے کا مشورہ کیوں دیا تھا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے خانے سے بوتل نکال کر دو گھونٹ لیے اور گاڑی جولیا کے بنگلے کی طرف بڑھتی رہی۔

بنگلے کے کمپاؤنڈ میں تاریکی تھی۔ لیکن پھاٹک کھلا ہوا ملا۔ وہ جیپ کو اندر ہی لیتا چلا گیا۔

برآمدے میں ہیڈ لیمپس کی روشنی پڑ رہی تھی اور جوزف کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی ستون کی اوٹ سے نکل کر دوسرے ستون کی اوٹ میں چلا گیا ہو۔

اس نے انجن بند کیا۔ ہیڈ لیمپ بجھائے اور بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن برآمدے کی طرف بڑھنے کی بجائے بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔ چاروں طرف سناٹے اور اندھیرے کی حکمرانی تھی بنگلے کی ایک آدھ کھڑکی کے دھندلے شیشے کسی قدر روشن نظر آ رہے تھے۔ جوزف کراٹے کی باڑھ کے متوازی رینگتا ہوا برآمدے کے بائیں بازو کی جانب بڑھتا رہا۔ اسی طرف والے ستون کے پیچھے کسی کو چھپتے دیکھا تھا۔

دفعتاً تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں ستون کی اوٹ سے نکلے ہوئے کسی کے سر پر نظر پڑی اور جوزف رک گیا۔ نامعلوم آدمی نے برآمدے سے باہر قدم نکالا تھا۔ اور جھکا جھکا اسی طرف بڑھنے لگا تھا جدھر جوزف دبکا ہوا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ اس کے قریب سے گذرنے لگا۔ گردن پر قیامت ٹوٹی۔ جوزف نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے رسید کیا تھا۔ اس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ اور پھر نہیں اٹھ سکا تھا۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے اس کی جامہ تلاشی لی اور اعشاریہ دو پانچ کا پستول برآمد کیا ہے۔ بے ہوش ہو جانے والے کے حلق سے نکلنے والی آواز شاید جولیا تک بھی پہنچی تھی اور اس نے قریب کسی کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا تھا۔

کون ہے۔۔۔۔۔۔ کیا بات ہے۔۔

بات ختم ہو گئی مستی۔ اب تم برآمدے میں روشنی کر سکتی ہو۔۔۔

شاید بلب فیوز ہو گیا ہے۔۔ تم کدھر ہو۔۔

بائیں بازو کے قریب۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

ٹھہرو۔۔۔۔ میں آ رہی ہوں۔۔۔

اور پھر برآمدے میں ایک ٹارچ روشن ہوئی تھی اور روشنی کا دائرہ ان دونوں پر آ پڑا تھا۔

اوہ۔۔۔۔ جولیا تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

ٹارچ بجھا دو مستی۔ جوزف آہستہ سے بولا۔

دیکھو تو کون ہے۔

اندر چل کر۔۔ جوزف نے کہا۔ اور جھک کر بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھا لیا۔

جولیا انہیں اندر لائی تھی۔ جوزف نے اپنا بوجھ سٹنگ روم کے ایک صوفے پر ڈال دیا یہ کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔۔ عمران تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی۔

اس کی جیب سے برآمد ہوا ہے جوزف نے اعشاریہ دو پانچ کا پستول جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جولیا نے پر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی۔ لیکن پستول اس کے ہاتھ سے نہیں لیا۔ بآلاخر جوزف نے اسے اپنی جیب میں ڈالتا ہوا بولا کیا تمہارا کوئی شناسا ہے۔

نہیں۔۔ لیکن شاید یہی آج دن بھر میرا تعاقب کرتا رہا تھا اور اس وقت میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی نہ کوئی کمپاؤنڈ میں ضرور موجود ہے

تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے بلا لیا۔ یہ چوروں کی طرح برآمدے میں دبکا ہوا تھا۔

گویا تم پہلے ہی سے بہت محتاط تھے جولیا نے اسے ستائش آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہونا پڑا تھا مستی۔ جب تم نے مسلح ہو کر آنے کی فرمائش کی۔۔۔۔۔

تم بہت ذہین ہو جوزف فضول قسم کے سوالات میں وقت ضائع کرنے کے بجائے صرف ایک ہی ایسا جامع سوال کرتے ہو کہ تمہیں مناسب جواب مل جائے۔

اس کی صحبت کا اثر ہے ورنہ میں تو اول درجے کا گاؤدی تھا۔۔

دیکھو شاید یہ ہوش میں آنے والا ہے۔۔ لاؤ اب اس کا پستول مجھے دیدو۔ اور تم اس پردے کے پیچھے چلے جاؤ جولیا نے آہستہ سے کہا۔

جوزف نے بے چوں چرا مشورے پر عمل کیا تھا۔ اجنبی نے کروٹ لی۔ دو تین بار ہولے ہولے کراہا اور پھر اٹھ بیٹھا۔ جولیا پستول کا رخ اس کی جانب کیے سامنے ہی بیٹھی نظر آئی۔ اجنبی نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائی تھیں جیسے پہلی نظر میں اسے فریبِ نگاہ سمجھا ہو۔

تم خواب تو نہیں دیکھ رہے جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اجنبی ہونٹوں پر زبان پھیر کر اپنی گردن سہلانے لگا۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے ابھی تک وہ سچوئشن اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ جولیا پھر بولی تم میرے مکان میں چوروں کی طرح داخل ہونے کی کوشش کیوں کر رہے تھے

یہ سراسر الزام ہے بآلاخر وہ بولا۔ میں تو سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ کسی نے عقب سے حملہ کر کے

مجھے بیہوش کر دیا۔

سچی بات۔۔۔۔۔ ورنہ تمہارے ہی پستول کی گولی تمہاری کھوپڑی میں پیوست ہو جائے گی۔

میرا پستول۔۔۔۔۔۔۔ میرا کوئی پستول نہیں ہے۔ میں پستول نہیں رکھتا۔

یہ پستول تمہاری ہی جیب سے برآمد ہوا ہے۔

بہتان ہے۔۔ پتا نہیں تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو۔

کیا واقعی تم تشدد کے بغیر اپنی زبان نہیں کھولو گے۔۔

بہت خوب وہ مسکرا کر بولا اب عورتیں بھی تشدد کی دھمکی دینے لگیں۔

تم آج دن بھر میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔۔

خاتون۔۔۔ یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔

میں وقت ضائع کر رہی ہوں۔۔۔ مجھے چاہئے کہ پولیس کو اطلاع دوں۔۔۔

پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

بیٹھے رہو۔ ورنہ فائر کر دوں گی۔

عجیب مصیبت ہے۔

سچی بات۔۔

کیسی سچی بات۔۔

تم ان لوگوں میں سے معلوم ہوتے ہو جو اس بے چاری کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے ہیں

کون کس بے چاری کو اپنے ساتھ زبردستی لے گئے ہیں اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

دوزا میکسوئیل کو۔۔

میں نہیں جانتا تم کس کا ذکر کر رہی ہو۔۔

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں میں تو صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے اور پھر اس طرح میرے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کیوں کی۔۔

میں تمہارے ہر الزام کی تردید کرتا ہوں۔۔

اچھی بات ہے۔۔ جولیا نے کہا اور اونچی آواز میں بولی جوزف اب تم آ کر اسے سنبھال سکتے ہو۔۔

جوزف پردے کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان دونوں کے درمیان آ کھڑا ہوا اور اس کا رخ اجنبی کی طرف تھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اجنبی کو سکتہ ہو گیا ہو۔ پلکیں جھپکائے بغیر جوزف کو دیکھے جا رہا تھا۔

اب کیا کہتے ہو جوزف غرایا۔

مم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔

جوزف نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔۔۔ اجنبی کسی سحر زدہ آدمی کے سے انداز میں جوزف کو دیکھے جا رہا تھا۔ اپنا دفاع کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

بتاؤ۔۔۔ جوزف گریبان کو جھٹکا دے کر بولا۔ اجنبی صوفے سے اوپر اٹھتا چلا آیا۔

بب۔۔۔۔۔ بتاتا ہوں وہ ہکلایا۔

جلدی کرو۔۔

گریبان چھوڑ دو۔۔ وہ آہستہ سے بولا۔

جوزف اس کا گریبان چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔۔ اجنبی اب پھر جولیا کے مقابل تھا۔

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو روزا کو لے گئے ہیں اس نے جولیا سے کہا۔

پھر کون ہو۔۔

پہلے تم بتاؤ کہ روزا میکسوئیل کو کہاں لے جا رہی تھیں۔۔

میں اسے اپنے گھر لا رہی تھی کیونکہ اس نے خود کو یہاں بے سہارا ظاہر کیا تھا، اس کی مالی حالت کمزور تھی۔۔

اپنے بارے میں اس نے کیا بتایا تھا۔۔

اس کا بوائے فرینڈ یہاں ملنے والا تھا لیکن نہیں ملا اسی نے اس کی یہاں طہران سے بلوایا تھا۔

وہ لوگ کون تھے جو تمہاری ہی بیان کے مطابق اسے زبردستی کہیں لے گئے۔

میں کیا جانوں۔۔۔ لیکن ٹھہرو۔۔۔ بعد میں وہ خود ہی کہنے لگی تھی کہ غلط فہمی کی بناء پر سب کچھ ہوا ہے۔۔۔ وہ لوگ دراصل اس کے ہمدرد ہیں۔۔

اور۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

اور اب تم بتاؤ گے کہ چکر کیا ہے۔

مم۔۔۔ میں کیا بتاؤں۔۔

روزا میکسوئیل میں اپنی دلچسپی کی وجہ۔۔

یہ تو مجھے نہیں معلوم۔۔

جوزف۔۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ شروع کردو۔۔

دوسرے ہی لمحے جوزف کا بایاں ہاتھ اس کے جبڑے پر پڑا تھا وہ صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

یہ تمہیں مار ڈالے گا اور تم یہیں دفن کر دیئے جاؤ گے جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

ٹھہرو بتاتا ہوں۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

جوزف جہاں تھا وہیں رک گیا۔

مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس میں دلچسپی لینے والوں پر نظر رکھوں

کس نے کہا تھا۔

میں نہیں جانتا مجھے ایک فون نمبر دیا گیا تھا۔ اسی سے ہدایات حاصل کرنی تھیں

تمہارے ساتھ اور کون ہے۔

کوئی بھی نہیں ہے۔ میں تنہا آیا تھا۔

کہاں سے آئے تھے۔

ہانگ کانگ سے۔۔۔ میرا تعلق پیری تانگ سے ہے۔۔

اوہ۔۔۔ جولیا ہونٹ سکوڑ کر رہ گئی پھر بولی تو وہ فون نمبر تمہیں کہاں سے ملا تھا۔۔

وہ مجھے ہانگ کانگ ہی میں دیا گیا تھا۔ اور مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ یہاں آ کر کیا کرنا ہے اس کے علاوہ کہ اس فون نمبر سے ہدایات حاصل کروں۔

میرے مکان میں گھسنے کی کوشش کیوں کر رہے تھے۔

اسی فون نمبر سے ہدایت ملی تھی کہ تم سے معلوم کروں کہ تمہارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے جو روزا میکسوئیل کو لے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تم ایک سفید فام عورت ہو۔۔۔ اور میری معلومات کے مطابق وہ لوگ مقامی ہی ہیں۔۔۔

کیا تم نے انہیں روزا کو لے جاتے دیکھا تھا۔۔

نہیں۔۔ میں نے نہیں دیکھا۔۔

تم اس وقت کہاں تھے جب روزا میرے ساتھ ہوٹل سے نکلی تھی۔

میں نے تمہارا تعاقب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اور مجھے رک جانا پڑا۔

پھر تمہیں میرا سراغ کیسے ملا تھا۔

اسی فون نمبر سے تمہارا پتہ مجھے بتایا گیا تھا۔

فون نمبر بتاؤ۔۔

اس سے پہلے تم یہ بتاؤ کہ فون نمبر معلوم کر لینے کے بعد تم میرے ساتھ کیا برتاؤ کرو گی۔

یہ بعد کی باتیں ہیں۔۔

نہیں پہلے اس کا تصفیہ ہونا چاہئے۔

میں تصفیہ کروں مستی۔۔ جوزف غرایا۔

نہیں ٹھہرو۔۔۔ جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ میں جانتی ہوں کہ تم نے بہت دنوں سے کوئی قتل نہیں کیا۔ اس وقت تمہاری خون کی پیاس شدید ہوگئی ہوگی۔

جوزف برا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ اور جولیا نے اجنبی سے کہا۔

میں صرف تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتی ہوں۔

میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔

تمہیں کچھ دنوں کی نظر بندی برداشت کرنی پڑے گی۔

وہ سختی سے ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا۔ آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار تھے۔

جلدی کرو۔۔ وقت کم ہے

اس نے فون نمبر بتا دیا تھا اور جولیا اسے نوٹ کرنے لگی تھی۔ اجنبی نے تھوڑی دیر بعد کہا اگر میں نے بارہ بجے تک رپورٹ نہ دی تو وہاں سمجھ لیا جائے گا کہ میں کسی دشواری میں پڑ گیا ہوں۔۔

میں سمجھتی ہوں۔۔ جولیا نے کہا اور جوزف کو اس پر نظر رکھنے کو کہتی ہوئی بیڈروم میں چلی آئی۔

یہاں اس نے فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر رپورٹ دی۔

تم نے کارنامہ انجام دیا ہے جولیا ایکس ٹو کی آواز آئی۔

شکریہ جناب۔۔

اگر تم اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو طلب کرتیں تو یہ غیر دانشمندانہ فعل ہوتا۔ روزا میکسوئیل کے سلسلے میں صفدر اور تیمور ان لوگوں کی نظروں میں آچکے ہیں۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں کہ کوئی اس آدمی کی دیکھ بھال تو نہیں کر رہا تھا جسے تم نے قابو میں کیا ہے۔ اگر میدان صاف ہوا تو کوئی نہ کوئی اس کی سائیکو مینشن پہنچوانے میں تمہاری مدد کرے گا۔ اس کے بعد تم جوزف کو اپنی قیامگاہ ہی سے رخصت کر دو گی۔

مگر جناب یہ فون نمبر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہاں صرف چھ ہندسوں کے نمبر چل رہے ہیں۔ لیکن یہ سات ہندسوں کا ہے۔

مقامی نہیں ہے دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

غزالہ بہت زیادہ تشویش میں مبتلا ہوگئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خود اسی سے کوئی بہت بڑا جرم سرزد ہوگیا ہو۔ سیٹھ جیلانی ابھی تک نشہ آور انجکشن کے زیرِ اثر تھا۔ اور آرام کرسی پر پیٹا ہوا تھا۔

عمران بنگلے میں موجود نہیں تھا۔ اسے بتائے بغیر کسی طرف نکل کھڑا ہوا تھا وہ مسلسل انہی معاملات کے متعلق سوچے جا رہی تھی۔ بار بار اوپری منزل پر جاتی اور جیلانی سیٹھ کے بیڈروم میں جھانک کر واپس آجاتی۔ وہ پہلے ہی کی سی کیفیت میں ملتا۔

عمران قریباً 9 بجے شب کو واپس آیا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھی اس کا انتظار کرتی رہی تھی۔

یہ تم نے کیا کر دیا ہے اسے دیکھتے ہی بولی ڈیڈی کو تو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔

اوہ۔۔۔ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ وہ اب بھی آرام کرسی ہی پر ہیں

پھر کہاں ہوتے۔۔ وہ بھنا کر بولی۔

چچ۔۔۔۔۔۔ چلیئے۔۔۔ اٹھا کر بستر پر لٹا دیں

پہلے تم میری بات کا جواب دو بیہوشی اتنی طویل کیوں ہو گئی

ہوسکتا ہے اب وہ صرف گہری نیند میں تبدیل ہو گئی ہو۔۔

غزالہ اٹھ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے سیٹھ جیلانی کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی تھی۔ مم۔۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ صرف ایک گلاس گرم دودھ کا بھجوا دو۔ کھانا نہیں کھاؤں گا۔

بہت اچھا ڈیڈی۔۔۔ اس نے کہا۔ اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر عمران کی طرف مڑی۔

وہ ہوش میں آ گئے ہیں

چلئے آپ کی تشویش تو رفع ہوئی۔

تم یہیں بیٹھو۔۔۔ میں ابھی آئی۔ ان کے لئے دودھ لے جاؤں گی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر کچن کی طرف آئی اور ہیٹر پر دودھ گرم ہونے کے لئے رکھ دیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد عمران بھی دبے پاؤں کچن میں داخل ہوا تھا۔

کیا بات ہے وہ چونک پڑی۔

انہیں پھر پہلے ہی کی طرح غافل ہو جانا چاہئے۔۔

کیا مطلب۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ صبح تک ان کی آنکھ نہ کھلے تا کہ ہم اطمینان سے تہہ خانے میں داخل ہوسکیں۔

تو گویا تم ایک بار پھر انہیں انجکشن دینا چاہتے ہو۔

نہیں اب انجکشن کی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ دودھ میں کچھ دیدیا جائے۔

تمہارے پاس اس قسم کی چیزیں آئی کہاں سے۔۔

بازار سے لایا ہوں۔۔ اسی لئے گیا تھا۔

اس سے ڈیڈی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا۔۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

غزالہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس سازش میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں لیکن پھر عمران نے باتوں کے جال میں الجھا کر اسے اس پر آمادہ کر لیا تھا۔۔۔ دودھ میں خواب آور دوا شامل کر دی گئی۔

پھر قریباً گیارہ بجے وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے جس میں تہہ خانے کا راستہ تھا۔

فرنیچر ایک طرف کر کے قالین لپیٹ دیا گیا۔۔۔

ارے۔۔۔۔ دفعتاً غزالہ اچھل پڑی۔

کیا بات ہے عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

یہاں تو نقشہ ہی بدل گیا ہے۔۔۔

کیا مطلب

فرش کی نوعیت ہی بدلی ہوئی ہے۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہاں کا فرش بڑے بڑے سلیبوں سے بنایا گیا تھا۔ اورانہی میں سے ایک سلیب جمایا نہیں گیا تھا۔ اسے اس کی جگہ سے ہٹایا بھی جاسکتا تھا۔۔

اوہ۔۔۔ لیکن

کچھ مت کہو۔ میں خود دیکھ رہی ہوں کہ فرش کی بناوٹ بدل دی گئی ہے۔۔

اور یہ بات آپ کے علم میں نہیں کہ بناوٹ کب تبدیل کی گئی۔۔

یقین کرو۔ ورنہ میں اتنی زحمت کیوں مول لیتی۔ پتا نہیں کب ایسا ہوا۔۔

تو کیا آپ کبھی کبھی کچھ دنوں کے لئے یہاں سے چلی بھی جاتی ہیں

کیوں نہیں پچھلے سال گرمیوں کی چھٹیاں میں نے اپنے ناہنال میں گذاری تھیں

اوہ تو اب تہہ خانے میں داخلے کی کوئی صورت نہیں۔۔

اب میں کیا بتاؤں

یہ تو ناممکن ہے کہ انہوں نے کوئی متبادل راستہ بنوائے بغیر یہاں والے راستے کو مسدود کردیا ہو۔۔

میری پریشانیوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ عمران کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

اب کیا کریں غزالہ نے تھوڑی دیر بعد تھکی تھکی سی آواز میں سوال کیا۔

دوسرا راستہ تلاش کریں گے۔ عمران بولا۔

مگر کہاں

ظاہر ہے اسی عمارت کے اندر ہی کہیں ہوگا۔

اتنی بڑی عمارت میں۔۔

آپ کو تہہ خانے کا سائز یاد ہے۔ عمران نے سوال کیا۔

زیادہ عمر نہیں تھی میری۔ لیکن کچھ کچھ یاد ہے میرا خیال ہے کہ جتنے رقبے میں اوپر کی تعمیر ہے اتنے ہی رقبے میں تہہ خانہ بھی۔۔۔۔ یا ہوسکتا ہے اس سے کچھ چھوٹا ہو۔۔۔ لیکن ٹھہرو اب مجھ میں اتنی سکت بھی نہیں کہ سارے کمروں کا سامان ہٹاتی پھروں گی۔

تلاش کی ابتداء اسی کمرے سے ہوگی۔ عمران بولا۔

تمہاری عقل تو نہیں ماری گئی۔ یہاں اب کیا تلاش کروگے۔

دوسرا راستہ بنانے کے لئے وہ زیادہ دور نہ گئے ہوں گے۔

لیکن پہلا راستہ کیوں بند کیا گیا۔

اس لئے کہ انہوں نے اس کے سلسلے میں ایک راز دار بنالیا تھا۔

تمہارا اشارہ میری طرف ہے۔۔ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

جی ہاں آپ ہی کی طرف ہے۔ جب آپ بہت چھوٹی سی تھیں تو اس تہہ خانے کا کوئی اور مصرف رہا ہوگا اور اب کچھ اور ہے۔ ورنہ راستہ بدلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

وہ پھر سوچ میں پڑ گئی اور کچھ دیر بعد بولی۔ شاید یہ بھی ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔

عمران دیواروں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک مختلف حصوں کو ٹھوک بجا کر دیکھتا رہا پھر بولا اس کی دونوں اطراف کے کمرے بھی دیکھ لئے جائیں۔

پہلے اسے درست کراؤ۔

بعد میں دیکھیں گے۔

نہیں۔ لگے ہاتھوں ہی ٹھیک رہے گا۔ ورنہ بعد میں کام زیادہ معلوم ہوگا۔

آپ کی مرضی عمران نے کہا اور کمرے کی دوبارہ سٹینگ شروع کر دی

اس کے بعد وہ دائیں طرف والے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے اس کے فرش کا جائزہ لیا گیا۔ لیکن بات نہیں بنی۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ شاید ان کے مقدر ہی میں خرابی لکھی ہوئی ہے۔

ایسی بیدردی سے اظہارِ خیال نہ کرو۔ غزالہ نے کہا۔

کہیں آپ نے تہہ خانے کے بارے میں خواب تو نہیں دیکھا تھا۔

فضول باتیں نہ کرو۔

آہا۔۔۔ دفعتاً عمران چونک پڑا۔ اور پھر غزالہ کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

میں نے آج تک کسی دو منزلہ عمارت میں لفٹ نہیں دیکھی۔ کم از کم ہمارے یہاں کے لوگ تو اتنے زیادہ تن آسان نہیں ہیں۔ دو منزلہ عمارات میں صرف زینوں سے کام چلاتے ہیں

نمائشی سمجھ لو۔ استعمال نہیں کی جاتی۔ غزالہ بولی۔

یہ کیا بات ہوئی۔

یقین کرو۔ مقفل رہتی ہے۔ استعمال میں نہیں ہے۔

یہ کب لگائی گئی تھی۔

تین چار سال پہلے کی بات ہے۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ میں یہاں موجود نہیں تھی گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے ننہال گئی تھی۔۔

تب تو ابھی تک میں وقت ضائع کرتا رہا ہوں

لیکن لفٹ۔۔

اوپر بھی جا سکتی ہے اور نیچے بھی۔

مگر وہ تو مقفل رہتی ہے پتا نہیں چابی کہاں رکھی ہوگی۔

بس تو پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اور ڈیڈی یونہی خواہ مخواہ بیہوش پڑے رہیں گے۔

ڈیڈی کا مقدر۔ عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ اس پر غزالہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

جب وہ اس کمرے سے نکل رہے تھے غزالہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی دوسرا کمرہ نہیں دیکھو گے۔

فضول ہے۔ لفٹ کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا۔

لیکن چابی۔۔

اگر میں چابی کے بغیر ہی کوشش کروں گا تو آپ مجھے پیشہ ور چور سمجھنے لگیں گی۔

میں کچھ بھی نہیں سمجھوں گی۔

چلئے ٹھیک والد صاحب پولیس والا سمجھتے ہیں آپ چور سمجھ لیجئے۔

باتیں نہ بناؤ۔۔ چلو لفٹ کی طرف وہ اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف گھسیٹتی ہوئی بولی۔

ٹھیک اسی وقت ڈرائنگ روم میں فون کی گھنٹی بجی تھی۔ عمران غزالہ سے بازو چھڑا کر اسی طرف لپکا۔

ٹھہرو۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ تم مت اٹھانا ریسیور۔۔ کہتی ہوئی وہ اس کے پیچھے دوڑی تھی لیکن اس سے پہلے ڈرائنگ روم میں نہ پہنچ سکی۔

عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔۔۔ اور وہ دروازے ہی میں رک کر اسے قہر آلود نظروں سے گھورتی رہی۔

ہیلو۔۔۔ عمران ماؤتھ پیس میں بولا۔ اور وہ بری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ یہ تو بالکل سیٹھ جیلانی کی سی آواز تھی۔۔۔۔ اُدھر کوئی فون پر کہہ رہا تھا ابھی تک صرف تین افراد سامنے آئے ہیں۔ لیکن عورت کے بارے میں ابھی تک یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بھی انہی میں سے ہے یا نہیں سفید فام غیر ملکی عورت ہے جولیا نافٹز واٹر نام ہے۔۔۔

مردوں کے نام۔۔۔ عمران نے سیٹھ جیلانی کی سی آواز میں سوال کیا۔

ان کے نام نہیں معلوم ہو سکے لیکن وہ زیرِ نگرانی ہیں۔ تم بابا سے فوراً مل لو

فوراً تو بہت مشکل ہے کیونکہ میں پیچش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ مروڑ کے ساتھ۔

صبح کو سہی۔۔۔ یہ بہت ضروری ہے۔۔۔ اور وہ کیا کر رہا ہے۔

بکواس کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتا۔

بس اسے الجھائے رکھو۔ بابا سے براہ راست تمہیں اس کے بارے میں ہدایات ملیں گی۔

اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ پھر اینٹھیں ہوئی پیٹ میں۔

اچھا۔۔۔ اچھا شب بخیر۔۔

عمران ریسیور رکھ کر غزالہ کی طرف مڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا حالانکہ یہاں گرمی نہیں تھی۔

کہیے کیسی رہی۔ عمران ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔

آخر۔۔۔ تت تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔

پھر کیا کرتا۔ کہہ دیتا کہ وہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں ہماری کاروائی کی بناء پر کہہ دیتے سو رہے ہیں

دیکھئے۔ یہ ایسے ہی کسی آدمی کی کال تھی جو اچھی طرح جانتا ہے کہ سیٹھ صاحب دو بجے سے پہلے نہیں سوتے۔۔اور اس کے لئے بھی انہیں خواب آور انجکشن لینا پڑتا ہے ورنہ وہ پونے بارہ بجے ان سے یہ نہ کہتا کہ بابا سے فوراً مل لو

اوہ۔۔۔لیکن تھا کون۔۔

محترمہ یہی معلوم کرنا مقصد ہوتا تو سیٹھ صاحب کی آواز بنا کر کیوں اسے جواب دیتا۔ یہاں تو بات بنانے کی پڑی ہوئی تھی۔ لہذا امروڑ والی پیچش ہوگئی۔

تم سچ مچ میرا دماغ خراب کردو گے۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو دماغ درست کرنے کی تنخواہ لے رہا ہوں

کیا مطلب

یہی کہ اگر کوئی گڑبڑ ہے تو انہیں راہ راست پر لایا جائے گا۔ ویسے کیا آپ کے دادا صاحب بابا کہلاتے ہیں۔۔

نہیں تو۔۔۔دادا کہاں ہیں۔۔۔میری پیدائش سے بھی بہت پہلے ان کا انتقال ہوگیا تھا۔۔یہ بابا ایک بزرگ ہیں ڈیڈی ان کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔

اچھا۔۔۔تو اتنے عقیدتمند ہیں کہ بارہ بجے رات کو بھی دوڑے چلے جاتے ہیں

ہاں ایسے ہی عقیدتمند ہیں

کہاں قیام فرماتے ہیں

جواب دینے کی بجائے وہ زور سے ہنس پڑی۔ اور عمران اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

تمہیں تو وہ اپنے سر پر بٹھالیں گے۔ بآلاخر اس نے کہا۔

کون بٹھالیں گے۔

بابا----------

مجھ کرسچئن کو۔۔

اوہ۔۔۔ان کے دربار میں سب کتے ہیں۔ کتے بھی اور آدمی بھی۔۔میرا مطلب تمہارے کتوں کے پلوں یا ان کی والدہ محترمہ کے لئے تمہارا یہ جذبہ دیکھ کر نہال ہو جائیں گے۔

میں اب تک آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔ بیٹھ جایئے۔

غزالہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ وہ یہاں بابا سگ پرست کہلاتے ہیں۔ کُتے کو آدمی سے اونچا درجہ دیتے ہیں۔ سینکڑوں کُتے ہر وقت ان کے گرد جمع رہتے ہیں

میرا خیال ہے کہ پانچ سال پہلے تو یہاں اس قسم کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی تھی۔

تمہارا خیال درست ہے۔۔۔وہ ہیں تو یہیں کے باشندے لیکن سگ پرستی کی عمر تین سال سے زیادہ نہیں ہے۔

خواجہ سگ پرست کی نسل سے تو تعلق نہیں رکھتے۔

قصے کہانیوں والی کوئی بات نہیں ہے یعنی ان پر کبھی کسی کُتے نے کوئی احسان نہیں کیا تھا۔ وہ خود ہی بہت بڑے محسن ہیں آوارہ کتوں کے۔

اورآپ کے ڈیڈی کی عقیدتمندی کا بھی یہی سبب ہے۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

میں نہیں جانتی وہ براسا منہ بنا کر بولی۔۔ یہاں تو بہتیرے ان کے عقیدتمند ہیں

اوہ۔۔۔ عرمان یک بیک چونک کر بولا کہیں میری کُتیا کے پلے ان بابا ہی نے تو نہیں اٹھوالئے۔

ہرگز نہیں۔۔ اگر انہوں نے اٹھوائے ہوتے تو کُتیا کو گولی نہ ماری جاتی۔ جہنم میں میں جائیں سب تم یہ بتاؤ کہ اب کیا کرو گے۔

اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی خوابگاہ ہی میں جا کر استراحت فرمائیے اور پھر میں بھی سو جاؤں گا۔

اور وہ تہہ خانہ۔۔

سرے سے اس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

کیسی باتیں کر رہے ہو

اب یہ ملازمت میرے بس سے باہر ہو رہی ہے۔ سیٹھ صاحب کو ضرور معلوم ہو جائے گا کہ میں نے ان کی طرف سے گفتگو کی تھی فون پر۔

اس کی فکر نہ کرو۔ میں صبح انہیں بتا دوں گی کہ کسی کی کال آئی تھی اور صبح کو بابا سگ پرست سے ملنے کو کہا گیا تھا۔

یہ اتنا آسان نہیں ہے مس صاحب۔ اگر کال کرنے والے سے ملاقات ہوئی اور وہ پچیش کے بارے میں پوچھ بیٹھا تو۔

تم سے پوچھیں تو کہہ دینا کہ آوازوں کی نقل اتارنے کے بھی ماہر ہو۔

تب وہ سوچیں گے کہ کہیں جعلی دستاویزات بھی تو نہیں تیار کرتا۔ بہرحال نوکری جائے گی ضرور لہذا اس ذلت سے یہی بہتر ہوگا کہ خود ہی بھاگ کھڑا ہوں

اور اگر میں تمہارے پیروں کی زنجیر بن جاؤں تو۔۔۔

یہ ڈائیلاگ پلے نہیں پڑا عمران اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا بولا

تم اگر اس طرح بھاگے تو پولیس تمہارے پیچھے ہوگی۔ حلیہ جاری کرا دیا جائے گا اس خبر کے ساتھ کہ تم پچاس ہزار کے زیورات چرا کر فرار ہو گئے ہو۔

مار دیا۔۔۔ عمران کراہ کر رہ گیا۔

بس اب چلو اور لفٹ کے قفل پر ہاتھ کی صفائی دکھاؤ

پھانسی دلوائے بغیر آپ نہیں مانیں گی۔

بس وہ ہاتھ اٹھا کر بولی اٹھو۔۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی۔۔ اور اس بار غزالہ ہی نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

ہیلو وہ ماؤتھ پیس میں بولی۔

کون ہے دوسری طرف سے بھاری بھرکم آواز آئی۔

غزالہ جیلانی۔۔

کیا حال ہے جیلانی کا۔

آپ کون ہیں۔۔۔

بابا۔۔۔دوسری طرف سے آواز آئی۔

سامالیکم جناب۔

جیتی رہو۔ کیا جیلانی سو گئے

جی ہاں جگا دو۔۔

ان کی خوابگاہ میں فون کی گھنٹی ضرور بجی ہوگی لیکن وہ بیدار نہیں ہوئے اس لئے مجھے ڈرائینگ روم کے انسٹرومنٹ کا ریسیور اٹھانا پڑا۔

جس طرح بھی ممکن ہو جگاؤ۔۔۔اور کہو کہ مجھ سے فون پر رابطہ قائم کریں

وہ مزید کچھ کہنے والی تھی لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اور عمران کی طرف عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

کوئی وحشت ناک خبر۔۔۔عمران نے سوال کیا۔

بہت زیادہ۔۔۔وہ کہہ رہا ہے کہ ڈیڈی کو جگا دیا جائے۔۔

کون کہہ رہا ہے۔۔

بابا

بہت خوب۔۔بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا ہے سیٹھ کو۔۔

کتوں کی طرح آدمیوں کو بھی ٹریٹ کرتا ہے۔۔

اوہو۔۔۔۔تو کیا آپ کو اس سے عقیدت نہیں ہے۔

ہرگز نہیں۔۔۔میں عقیدت وقیدت کی قائل نہیں ہوں۔ میرے ہی جیسا آدمی وہ بھی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ مرنے کے بعد کتوں والے بابا کے نام سے یاد رکھا جائے گا اور میں بھلا دی جاؤں گی۔

وہ کیوں یاد رکھا جائے گا۔

پیشگوئیاں کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کا کہا ہوا پورا بھی ہو جاتا ہے۔

اف فوہ تو اس قسم کے بابا ہیں۔ میں سمجھا تھا شاید فرقہ کلبینہ کے کوئی فلسفی ہیں

پتا نہیں کیا چیز ہے۔ ویسے ڈیڈی اس سے بہت ڈرتے ہیں

فون پر ہونے والی پوری گفتگو سے آگاہ کیجئے۔

غزالہ نے اپنی اور اس کی گفتگو دہرائی تھی۔ اور عمران سر کھجاتا ہوا بولا تھا جس سے میری گفتگو ہوئی تھی۔ شاید اس نے اس شخص کو اس سے آگاہ کر دیا تھا جسے آپ بابا کہتی ہیں۔ لیکن آپ مجھے بتائیے کہ کیا ہوگا۔

میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔۔۔

بس تو پھر مجھے فرار ہو جانے دیجئے۔

فضول باتیں نہ کرو۔ چلو تہہ خانے کا راستہ تلاش کریں

چلئے۔۔۔۔۔عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

وہ ڈرائنگ روم سے لفٹ کی طرف چل پڑے تھے۔ پھر عمران چلتے چلتے رک کر بولا قفل کھولنے کے لئے کسی نوکدار اور مضبوط تار کی ضرورت ہوگی۔

وہ بھی مہیا ہوگا۔۔۔۔۔۔تم یہیں ٹھہرو۔۔۔۔غزالہ نے کہ اور ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ جلد ہی واپس آئی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں بوریاں سینے والا سُوا تھا۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ عمران اسے اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھتا ہوا بولا اور وہ لفٹ کی طرف بڑھتے رہے۔

ارے۔۔۔یک بیک غزالہ اچھل پڑی۔ وہ لفٹ کے کیج کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور کیج لفٹ سے خالی نظر آیا تھا۔

لل۔۔۔لفٹ کہاں گئی۔ غزالہ ہکلائی۔

چلئے جلدی کیجئے عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زینوں کی جانب کھینچتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے دوڑتے ہوئے زینے طے کئے تھے۔۔۔۔۔لیکن اوپری منزل منزل پر بھی لفٹ کا کیج خالی ملا۔

عمران تیزی سے خوابگاہ کی طرف بڑھا تھا۔

آخر مجھے بتاتے کیوں نہیں۔ کیا بات ہے۔ غزالہ بھنبھائی۔

ذرا صبر کیجئے۔ عمران نے کہا اور ہینڈل گھما کر جیلانی کی خوابگاہ کا دروازہ کھولا۔ اور گہری نیلی

روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور جیلانی بستر ہی پر موجود تھا۔

آپ باتھ روم میں چلی جایئے۔۔ اور میں یہاں اس پردے کے پیچھے دبکا جاتا ہوں عمران نے غزالہ سے کہا۔

پتا نہیں کیا کرنا چاہتے ہو۔

شاید کوئی یہاں آنے والا ہے۔

بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔

پھر لفٹ کہاں گئی۔ اور اسے آپریٹ کون کررہا ہے۔

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران نے کہا جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کیجئے۔ ورنہ پچھتایئے گا۔

میں باتھ روم میں کیا کروں گی۔

جب تک میں آواز نہ دوں باہر مت آیئے گا۔

وہ باتھ روم میں چلی گئی۔ اور عمران پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کا ہینڈل گھوما تھا۔ اور دروازہ کھول کر دو افراد یکے بعد دیگرے دبے پاؤں اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ جیلانی کے بستر کی جانب بڑھتے رہے اور عمران دم سادھے پردے کے پیچھے کھڑا رہا۔

ان میں سے ایک جیلانی سیٹھ کو جھنجھوڑ کر آوازیں دے رہا تھا۔ پھر وہ اپنے ساتھی سے بولا کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ سونے کے لئے انجکشن ضرور لیتا ہے لیکن جو اسٹف استعمال کرتا ہے وہ

اتنی گہری نیند نہیں لاتا۔ یہ تو بے ہوشی ہے۔

تو پھر کیا کریں

اٹھا کر لفٹ تک لے چلو۔

دفعتاً غزالہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر سامنے آ گئی۔ صبر نہیں ہو سکا تھا۔ وہ دونوں اچھل پڑے اور ایک نے کہا وہیں ٹھہرو۔۔۔۔۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔ میرے ہاتھ میں پستول ہے۔

غزالہ کی آواز نہیں سنائی دی تھی۔ اچانک کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ ساتھ ہی عمران کی آواز گونجی۔ تم اپنا پستول اب فرش پر ڈال سکتے ہو۔ کیونکہ میرے ہاتھ میں بھی ریوالور ہے۔

دونوں کی پشت عمران کی طرف تھی۔ غزالہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کے دیکھے جا رہی تھی۔ فرش پر پستول گرنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔

اب ہاتھ اٹھائے ہوئے اس طرف مڑ جاؤ۔۔ عمران نے کہا اور ان دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔ اس دوران میں غزالہ آہستہ آہستہ کھسکتی ہوئی عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔

تم کیا سمجھتے ہو۔ ان میں سے ایک آدمی بولا۔

انگریزی اور اردو سب کچھ سمجھتا ہوں لیکن تم فی الحال مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کرو کہ یہاں تک کیسے پہنچے۔

ہم یہیں رہتے ہیں۔ سیٹھ کے پوشیدہ محافظ۔۔۔۔ ہمیں علم ہے کہ تمہیں بحیثیت باڈی گارڈ رکھا گیا ہے۔

تم دونوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا خاطر کروں۔ سر کی پشت پر ریوالور کا دستہ کھاؤ گے یا یونہی پُر امن طور پر اپنے ہاتھ پیر بندھوا لو گے۔

شاید تمہارا دماغ چل گیا ہے۔۔۔

نہ چلتا تو تمہارا پستول سیٹھ کی بیٹی پر چل جاتا۔ عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

ارے۔۔۔۔۔ وہ تو میں نے پہچانا نہیں تھا۔ میں سمجھا تھا شاید کوئی دشمن۔

چلو مان لیا۔ لیکن تم یہاں کس سوراخ میں رہتے ہو کہ دکھائی نہیں دیتے

اپنی حد سے آگے نہ بڑھو۔ ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

مجھے بتاؤ کہ میری حد کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہو جاتی ہے۔

ہم صرف سیٹھ کو جوابدہ ہیں لیکن ان کے بیدار نہ ہونے پر تمہیں تشویش کیوں ہو گئی ہے اور تم انہیں کہاں لے جانا چاہتے ہو۔

سیٹھ خطرے میں ہیں

میری موجودگی میں یہاں کوئی بھی خطرے میں نہیں ہے۔

بات نہ بڑھاؤ ورنہ پچھتاؤ گے۔

بات بڑھائے بغیر بھی پچھتاتا ہی رہتا ہوں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ مس صاحب وہ نائیلون کی ڈوری لائیے۔ جو آپ نے مچھلیاں پکڑنے والے جال کے لئے منگوائی تھی لیکن ٹھہرئیے پہلے وہ پستول اٹھا کر مجھے دیدیجئے۔

غزالہ نے پستول اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا پہلے میں پولیس کو فون کر دوں گی۔ ۔ پھر ڈوری لاؤں گی۔

ایسی غلطی بھی نہ کیجئے گا۔ عمران نے طویل سانس لیکر کہا۔

کیوں

سیٹھ سے ان کے بیان کی تصدیق کیئے بغیر میں اس کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔

اچھی بات ہے۔ ۔ ۔ کہتی ہوئی غزالہ باہر چلی گئی۔

تم خواہ مخواہ اپنا اور ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو۔ ان میں سے ایک نے ناخشگوار لہجے میں کہا۔

مجبوری ہے میں یہ سب کچھ اپنی حد میں رہ کر کر رہا ہوں۔ تم دونوں اس رات بھی سیٹھ کے پوشیدہ محافظ رہے ہوگے جب وہ یہاں سے غائب ہو گئے تھے اور اپنے بازو کی ہڈی تڑوا کر واپس آئے تھے۔

اچھا تو تم کیا کرو گے۔

تمہارے ہاتھ پیر باندھ کر یہیں ڈال دوں گا۔ تا کہ سیٹھ صاحب آنکھ کھلتے ہی تمہاری خیریت دریافت کر سکیں

ملازمت سے الگ کر دیئے جاؤ گے۔

وفاداری کا الٹا صلہ ملے گا تو یہی سہی۔

بھلا تم کس طرح ہم دونوں کے ہاتھ باندھو گے۔ تنہا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم تم سے کمزور بھی

نہیں ہیں

شہزوری کے توڑ کے کئی نسخہ کا موجد بھی ہوں۔ ڈور آ جانے دو۔ خود ہی دیکھ لو گے۔

اب یہ حضرت سر ہی ہو رہے ہیں تو چپ چاپ بندھوا لو ہاتھ پیر۔ سیٹھ کے جاگنے پر دیکھا جائیگا۔ ۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔

اچھی بات ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم کہتے ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خبردار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاتھ اوپر ہی اٹھائے رکھو میں مروت نہیں کروں گا۔

عمران نے ریوالور کو جنبش دیکر کہا۔

یار یہ شخص پاگل ہی معلوم ہوتا ہے۔

معلوم نہیں ہوتا بلکہ تم ایک ٹھوس حقیقت بیان کر رہے ہو۔ پندرہ دن ہوئے پاگل خانے سے بھاگا ہوں۔ سیٹھ سے ملاقات نہ ہو گئی ہوتی تو سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیتا۔ ۔ ۔

خاموش رہو۔ ۔ ۔ دوسرے نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ دونوں کے چہرے پر ذرہ برابر بھی پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جو کچھ بھی کہہ رہے ہوں۔ اس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہ ہو۔

تم لوگ کہاں چھپے رہتے ہو۔ عمران نے سوال کیا۔

وہ دونوں اسے گھور کر رہ گئے۔ کچھ بولے نہیں۔ اتنے میں غزالہ واپس آ گئی نائیلون کی مضبوط ڈور کا گچھا اس کے ہاتھ میں تھا۔

مس غزالہ آپ دونوں ہی پچھتائیں گے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

لیکن غزالہ کچھ کہنے کہ بجائے عمران کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔ شاید اس سے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ان دونوں کے ہاتھ پیر کس طرح باندھے جائیں۔

کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہیں۔ پچھاڑیئے ایک ایک کو اور ہاتھ پیر باندھنا شروع کر دیجئے۔ عمران بولا۔

دماغ تو نہیں چل گیا۔ میں پچھاڑوں گی۔ وہ بھنا کر بولی۔

اس پر وہ دونوں ہنسنے لگے تھے۔ اور عمران کڑک کر بولا تھا اے دانت بند کرو۔ ہم مشورہ کر رہے ہیں۔

پتا نہیں یہ جانور کہاں سے ہاتھ لگا ہے ایک نے دوسرے کو آنکھ مار کر کہا۔

عمران اس ریمارک کو اس طرح نظر انداز کر گیا جیسے اور کسی کی بات ہو رہی ہو۔

کیوں دیر کر رہے ہو غزالہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں کیا کروں میرے دونوں ہاتھ پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک میں ریوالور ہے اور دوسرے میں پستول۔

اور پیروں میں مہندی لگی ہوئی ہے۔ دوسرا ہنس کر بولا۔

کہاں۔۔۔ عمران بوکھلا کر پیروں کی طرف دیکھنے لگا۔ مقابل نے موقع غنیمت جان کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لینے کی کوشش کی تھی۔ کون جانے عمران یہی چاہتا ہو کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں اس نے دائیں جانب کھسک کر کچھ ایسی چھلانگ لگائی کہ جوتے کی نوک اس کی بائیں کنپٹی پر پڑی۔۔۔ اور وہ کسی کٹے ہوئے درخت کی طرح ڈھہتا چلا گیا۔ دوسرا حیض بیص ہی میں تھا کہ ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر بیٹھا۔۔۔ دونوں تلے اوپر ڈھیر ہو گئے۔

غزالہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔۔ عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

اب تو باندھ سکتی ہیں۔ دونوں بے ہوش ہو گئے ہیں۔

تمہیں بے ہوش کر دینے کے علاوہ بھی اور کچھ آتا ہے۔ وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

لیکن اس میں حفظِ مراتب کا خیال رکھتا ہوں

پھر دونوں نے مل کر اس کے ہاتھ پیر باندھے تھے اور عمران انہیں اٹھا اٹھا کر باتھ روم میں پہنچا آیا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو غزالہ نے کہا۔

یہ یہیں پوشیدہ رہ کر سیٹھ صاحب کی حفاظت کریں گے۔۔۔ بس اب یہاں کا کام ختم۔۔۔ چلئے لفٹ کی طرف۔۔۔۔

وہ کتنی دیر بے ہوش رہیں گے۔۔۔

اس کی فکر نہ کیجئے اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکیں گے۔۔۔

اور اگر انھوں نے شور مچایا تو۔۔۔۔۔

مچانے دیجئے کیونکہ آوازیں باتھ روم ہی میں گھٹ کر رہ جائیں گی۔ رہے سیٹھ صاحب تو وہ صبح

سے پہلے بیدار نہ ہو سکیں گے۔

لیکن میں نہیں چاہتی کہ انہیں ڈیڈی کے قریب چھوڑا جائے۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔۔

کسی اور کمرے میں بند کر دیں۔۔

اچھا تو پھر اٹھایئے۔۔۔۔ میں جا کر اس کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں

میں اٹھاؤں گی۔۔۔

تو پھر کیا میں اٹھاؤں گا۔۔۔ اب وہ اتنے لاٹ صاحب بھی نہیں ہیں کہ اٹھائے اٹھائے پھروں۔۔۔ بس ایک بار کافی ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ غزالہ اس کے پیچھے لپکی۔

پتا نہیں کیوں اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈھمپ بھاگ نکلنے ہی کے چکر میں ہو۔ اس نے سوچا اگر وہ دونوں لفٹ کے ذریعے اوپر آئے تھے تو لفٹ اوپر ہی ہو گی۔ پھر ڈھمپ نیچے کیوں جا رہا تھا۔ غزالہ نے اسے زینوں کے قریب جا لیا اور راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔

یہ کدھر چلے۔۔۔۔ لفٹ اوپر ہی ہے۔

آپ ضرور گردن کٹوائیں گی۔۔۔ میں اب یہاں نہیں ٹھہرنا چاہتا۔ اس نے کہا۔

پہلے تہہ خانہ۔۔۔

اب میں اسے غیر ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ دونوں تہہ خانے ہی سے آئے تھے۔

اوہ اور تمہارا خیال ہے کہ وہ دونوں سچ مچ ڈیڈی کے محافظ ہیں

ہوں یا نہ ہوں مجھے اب اس معاملے سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہی۔

آخر کیوں

آپ مجھ سے زیادہ بیوقوف نہیں ہیں اس لئے آپ کو تو معاملے کی نوعیت کا اندازہ ہو ہی جانا چاہئے تھا۔

تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ ڈیڈی کسی قسم کا فراڈ کر رہے ہیں

میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ کیونکہ ابھی تک انہی کی چھت کے نیچے ہوں اور تھوڑی دیر پہلے انہی کا نمک کھا چکا ہوں

چلو فراڈ ہی سہی۔۔۔۔۔ لیکن میں اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتی ہوں۔ میری مدد کرو۔

یعنی آپ دوسری پارٹی کی حیثیت سے بات کر رہی ہیں۔۔

چلو یہی سمجھ لو

لیکن میں ابھی سیٹھ صاحب کی ملازمت میں ہوں لہذا کسی دوسری پارٹی کی طرف اپنی خدمات کیسے منتقل کر سکوں گا۔

تم باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔

ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ سیٹھ صاحب کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے استعفٰی منظور کر سکتی ہوں تو مطلع فرمایئے۔۔ اس سے کیا ہو گا

استعفٰی منظور کر کے فوراً اپنی ذاتی ملازمت میں لے لیجیئے گا۔

اب وکالت پڑھانے بیٹھو گے۔

اصولی بات محترمہ۔۔۔۔

میں نے ڈیڈی کی طرف سے تمہارا استعفٰی منظور کرلیا۔۔۔۔اب اب تمہیں اپنی ملازمت میں لیتی ہوں۔۔۔۔۔۔تنخواہ کیا لو گے۔۔

تنخواہ کی فکر نہیں۔۔۔۔۔۔آپ اپنے ڈیڈی کی طرح مالدار نہیں ہیں۔ اس لئے جو دل چاہے دے دیجیئے گا۔

خاصا وقت ضائع کر چکے اب ہلو بھی اپنی جگہ سے۔۔۔

چلئے۔۔۔عمران اس حصے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ جہاں لفٹ کا کیبج تھا۔ لفٹ موجود تھی دونوں اندر پہنچے اور عمران اس کے سوئچ بورڈ کا جائزہ لینے لگا۔

پھر اس نے ایک بٹن دبایا اور لفٹ حرکت میں آ گئی تھی۔ لیکن وہ گراؤنڈ فلور پر رک گئی۔

ارے۔۔۔۔۔۔یہ تو یہیں رک گئی۔۔۔۔غزالہ نے تردد آمیز لہجے میں کہا۔

لیکن یہیں رکی نہیں رہے گی۔۔۔بس دیکھتی جایئے۔۔۔

اس نے سوئچ بورڈ پر کسی قدر زور صرف کیا تھا اور وہ بائیں جانب کسھک گیا تھا۔ اس کے نیچے دو بٹن اور دکھائی دیئے۔ ایک سرخ تھا اور دوسرا سفید۔۔۔سرخ بٹن پر انگلی رکھتے ہی لفٹ نیچے کھسکنے لگی تھی۔

پاک پروردگار۔۔۔۔عمران دونوں ہاتھ جوڑ کر اوپر کی طرف دیکھتا ہوا بولا گواہ رہئیو کہ یہ خاتون پرضا و رغبت تہہ خانے میں جا رہی ہیں۔ میں نے انہیں نہیں ورغلایا۔ بلکہ میں نے تو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔

غزالہ بھنا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ لفٹ ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی۔

دروازہ کھلا تھا اور سامنے ہی تین آدمی کھڑے نظر آئے جن کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔

غزالہ سے پہلے عمران لفٹ سے نکلا۔۔۔۔۔اور پھر بڑے اطمینان سے مڑ کر بولا

آیئے آ جایئے۔۔۔۔۔۔۔۔شاید یہ لوگ اوپر جانا چاہتے ہیں۔

ان لوگوں کو دیکھ کر غزالہ کے ہاتھ پیر پہلے ہی پھول گئے تھے۔ بوکھلاہٹ میں لفٹ سے نکال آئی۔ پھر عمران نے ایک سمت آگے بڑھ جانا چاہا تھا۔ لیکن وہ تینوں راہ میں حائل ہو گئے اور ایک نے کہا۔

کیا خیال ہے۔۔۔۔۔۔تم کیا کر رہے ہو

یہاں کی صفائی کرنی ہے۔۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

اتنی دیر میں غزالہ سنبھل گئی تھی۔ اس نے کڑے تیوروں کے ساتھ انہیں مخاطب کیا۔ تم لوگ کون ہو اور ہمارے تہہ خانے میں کیا کر رہے ہو۔

دفعتاً ان میں سے ایک نے ریوالور نکال لیا۔ اور اس کا رخ عمران کی طرف کرتا ہوا بولا اپنی جگہ سے ہلے بھی تو فائر کر دوں گا۔

آپ تو کہہ رہی تھیں کہ تہہ خانہ خالی ہوگا۔ عمران نے غزالہ سے کہا۔ لیکن یہاں تو ایک ریوالور بھی موجود ہے۔

کیا تم جانتے نہیں کہ میں تمہارے مالک کی بیٹی ہوں غزالہ نے جی کڑا کر کے کہا۔

اسی لئے تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں آپکا کیا کام۔ ان میں سے ایک بولا۔

میں اپنی مرضی کی مالک ہوں

پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔

ضرورت نہیں سمجھی تھی۔۔ وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

لیکن اسے کیوں ساتھ لائی ہیں

اپنے ملازم کو جہاں چاہوں گی لے جاؤں گی۔ تم دخل اندازی کرنے والے کون ہو۔

فی الحال ان دونوں کو بند کر دو۔۔۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔۔۔ عمران نے غزالہ کو طنزیہ لہجے میں مخاطب کیا۔

سن رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔

چلو۔۔۔۔۔ ریوالور والے نے بائیں طرف اشارہ کیا۔

اور اگر میں انکار کر دوں تو۔۔۔۔ عمران نے بھی آنکھیں نکالیں۔

زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں ورنہ سچ مچ گولی ماردی جائے گی۔

چلئے جناب عمران نے غزالہ کی طرف دیکھ کر مایوسانہ انداز میں کہا۔

غزالہ نے اسے اشارہ کیا کہ وہ بھی ریوالور نکال لے۔ لیکن عمران ٹھنڈی سانس لے کر بہ آواز بلند بولا۔ یہی تو حماقت سرزد ہوئی ہے کہ ریوالور اور پستول دونوں ہی اوپر چھوڑ آیا ہوں

غزالہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔

اوہو۔ تو جناب نہ صرف ریوالور بلکہ پستول بھی رکھتے ہیں۔۔ ریوالور والے نے کہا۔

سیٹھ صاحب کا باڈی گارڈ ہوں اس لے توپ بھی رکھ سکتا ہوں۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ فضول باتوں میں وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ تیسرا بولا اُن دونوں کو واپس آ جانا چاہیئے تھا۔ ان کی بجائے یہ آئے ہیں۔ پتا نہیں یہ غیر معمولی واقعہ کیونکر ہوا۔

میں بتاتا ہوں عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ہمیں علم نہیں تھا کہ تہہ خانے میں بھی کسی قسم کی آبادی پائی جاتی ہے۔ وہ دونوں چور کی طرح سیٹھ صاحب کی خوابگاہ میں داخل ہوئے تھے اور میں نے ان کی اچھی خاصی پٹائی کرنے کے بعد باندھ کر باتھ روم میں ڈال دیا ہے۔

میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ سیٹھ صاحب نے تمہیں اس کی اجازت دی ہوگی۔

اُنکے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔ پڑے سو رہے ہیں۔ اتنی دھینگا مشتی بھی ہوگئی لیکن ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ پتا نہیں کیا کھا پی کر سوتے ہیں

اس کے باوجود بھی اب تم دونوں کو یہیں رکنا پڑے گا۔

یقیناً تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

تم دونوں انھیں دیکھو۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور لفٹ کی

طرف بڑھ گیا۔

ضرور دیکھو عمران نے ان دونوں سے کہا لیکن یہیں کھڑے کھڑے، ہم یہاں سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھیں گے۔

انھوں نے لفٹ کی طرف دیکھا جو اوپر جا رہی تھی دفعتاً دوسرے نے ریوالور والے سے کہا۔ تم انہیں کور کیئے رکھو میں ابھی آیا۔۔۔

کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک دروازے سے گذر کر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ ادھر عمران نے غزالہ سے پوچھا کیا خیال ہے چھین لوں ان صاحب سے ریوالور۔

تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ نرے گاؤدی ہو۔ غزالہ جل کر بولی۔

اچھا بھائی اب تم ریوالور میرے حوالے کردو۔۔۔۔۔۔ ورنہ میری نوکری کی خیر نہیں مس صاحبہ کو غصہ آگیا ہے۔

اگر یہ بات ہے تو چھین لو۔۔ وہ ہنس کر بولا۔

ہاتھا پائی سے کیا فائدہ۔۔۔ چپ چاپ میرے حوالے کردو۔۔ عمران نے بیحد سنجیدگی سے کہا۔

اور غزالہ اسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے وہ سچ مچ پاگل ہوگیا ہو۔۔

چلو۔۔۔ وہ ریوالور کے جنبش دیکر بولا۔ ورنہ بُرا حشر ہوگا۔ اب شاید سیٹھ صاحب بھی تمہارے لئے کچھ نہ کرسکیں۔۔

کیوں کیا وہ کسے کے باپ کے نوکر ہیں غزالہ آنکھیں نکال کر بولی۔

یہ بہت نازک مسائل ہیں محترمہ۔۔ ریوالور والے نے بڑے ادب سے کہا۔

میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ جو کہا جائے وہی کیجئے۔ شاید اس طرح آپ لوگوں کیلئے بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔

تم تو ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے ڈیڈی ہی تمہارے زیردست ہوں

یہاں نہ کوئی زیردست ہے اور نہ کوئی زبردست۔۔

اوہو۔۔۔ تو یہ جمہوری تہہ خانہ ہے۔ عمران چہک کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت اس نے دوسرے آدمی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ارے تم لوگ ابھی یہیں کھڑے ہو۔

یہ لوگ بات بڑھا رہے ہیں ریوالور والے نے جواب دیا۔

تمہارے بس میں ہو تو بات گھٹانا سکھا دو۔

دوسرا آدمی قریب آگیا جس کے ہاتھ میں عجیب وضع کا پستول تھا۔ عمران سر جھٹک کر بولا۔

ایک نہ شُد دو شُد۔۔

وہ اس عجیب وضع کے پستول کے مصرف سے بخوبی واقف تھا۔ اور اب اسے اپنی عافیت سچ مچ خطرے میں نظر آنے لگی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ وہ اس کے تدارک کی کوئی تدبیر سوچ سکتا۔ اس میں سے ایک ڈارٹ نکل کر غزالہ کے شانے میں پیوست ہوگئی۔ وہ چیخی تھی اور گھٹنوں کے

بل فرش پر گر پڑی تھی۔

خبردار۔۔۔ جنبش نہ کرنا۔ ریوالور والے نے عمران کو دھمکی دی۔ لیکن عمران نے کسی جمناسٹ کے انداز میں اُلٹی جست لگائی۔ ریوالور سے فائر ہوا تھا اور گولی اس کے بائیں کان کے قریب سے نکل گئی۔ اتنے میں ڈارٹ گن بھی دوبارہ لوڈ کر لی گئی تھی۔ ریوالور سے دوسرا فائر ہوا۔ اور عمران اس بار بھی بال بال بچا۔ لیکن بآلاخر ڈارڈ گن اپنا کام کر ہی گئی۔

غزالہ پہلے ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ اور عمران سیدھا کھڑا رہنے کی کوشش میں جھوم رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر وہ بھی منہ کے بل فرش پر آ رہا۔۔۔۔۔۔

سیٹھ جیلانی بڑے ادب سے ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن یہ ادب واحترام اسی وقت تک قائم رہا جب تک کچھ دوسرے لوگ بھی بابا سگ پرست کے دربار میں حاضر رہے۔ اوران کے جاتے ہی جیلانی نے سر اٹھایا اور قہر آلود نظروں سے بابا کو گھورنے لگا۔ عجیب دھج کا آدمی تھا یہ بابا بھی۔۔۔ سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل سفید تھے لیکن جسم جوانوں جیسا تھا۔ قد آور اور سرخ وسپید رنگت والا تھا۔ آنکھوں سے بے پناہ توانائی ظاہر ہوتی تھی۔۔۔۔ ایک کتا اس کی گود میں لیٹا ہوا تھا۔ دو اِدھر اُدھر بیٹھے ہوئے تھے اور چوتھا عقب سے کاندھے پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں نے آپ ہی کے کہنے پر اسے گھر میں رکھنا گوارہ کیا تھا۔ بآلاخر جیلانی سیٹھ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

میں نے اس لئے کہا تھا کہ وہ یہی چاہتا تھا۔ اور تم بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ تمہیں کس بات پر نظر رکھنی ہے۔

میں میں اس کی طرف سے غافل تھا۔۔۔

نہیں اس کی طرف سے تو غافل نہیں تھے لیکن بیٹی کی طرف سے ضرور غافل رہے ہو۔۔

میں تصور بھی نیہں کر سکتا۔۔۔۔

تو پھر انتظار کرو کہ حقیقت سامنے آ جائے۔۔۔

میں نے غزالہ کے پر کبھی کوئی پابندی نہیں لگائی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ مجھے اسکے فیصلے سے اتفاق ہو گا۔۔۔ پھر اس نے ایسی حرکت کیوں کی۔۔۔

ہوں۔۔۔ تو تم اسے کسی کرسچین سے شادی کر لینے سے نہ روکتے۔۔

لل۔۔۔۔ لیکن

تم کتنے ہی آزاد خیال کیوں نہ ہو۔۔۔ اس کی اجازت ہرگز نہ دیتے۔۔۔

جیلانی سیٹھ تھوک نگل کر رہ گیا۔۔۔

بوڑھے نے کاندھے پر چڑھ بیٹھنے کی کوشش کرنے والے کتے کی گردن پکڑ کر اٹھایا اور اسے بھی گود میں بٹھا لیا۔

میں کیا کروں سیٹھ جیلانی بسی سے بولا۔

انہیں تلاش کرو۔۔۔۔۔

کیا وہ واقعی کرسچین ہے۔

نہین۔۔۔۔۔لیکن وہ تمہاری بیٹی پر ہرگز نہیں ظاہر کرے گا کہ وہ کرسچین نہیں۔ اور اگر ظاہر کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے بارے میں اسے وہ سب کچھ بتا دے گا جس کا اُسے علم نہیں۔۔۔

اگر ایسا ہوا ہے تو بہت بُرا ہوا ہے۔ وہ اب کبھی میری طرف رخ بھی نہ کریگی۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ سرے سے بُھلا دیگی کہ اس کا کوئی باپ بھی تھا۔۔۔

سچا بزنس مین نہ کسی کا باپ ہوتا اور نہ کسی کا بیٹا۔۔۔

میں سچا بزنس مین نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔۔۔

تب پھر تم پر باپتا کا عذاب ضرور نازل ہوگا۔۔ اور تم بیٹی کی محبت کے جہنم میں جلتے رہو گے۔

مجھ پر رحم کیجئے بابا۔۔۔۔۔۔

میں کیا کرسکتا ہوں

مجھے میری بیٹی چاہیئے۔۔۔۔۔

تم سے بہتر یہ کتے ہیں کہ افزائشِ نسل تو کرتے ہیں لیکن باپتا کا روگ نہیں پالتے۔۔۔ اپنی ذات میں مگن۔۔۔۔۔ اپنے وجود کی مستی سے سرشار۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت میں فلسفہ پڑھنے نہیں آیا۔۔۔۔۔۔ مجھ پر رحم کیجئے۔

کس طرح رحم کروں۔۔۔ طریقہ بھی بتاؤ

آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ تو اسے بھی جانتے تھے۔ میں لاعلم تھا۔۔ آپ تو یہ بھی جانتے ہیں کہ اس معاملے میں مزید دو مرد اور ایک غیرملکی سفید فام عورت بھی ملوث ہے۔۔۔۔۔ اور وہ یہاں سے سینکڑوں میل دور ہیں۔

لیکن میں نہیں جانتا کہ تمہاری بیٹی اسے کہاں لے گئی ہے۔۔۔ بابا نے کہا۔

تمہاری پیچش کا کیا حال ہے۔

جی وہ چونک کر بولا میں نہیں سمجھا۔

پچھلی رات تم نے ضرغام کو بتایا تھا کہ مروڑ والی پیچش میں مبتلا ہو گئے ہو۔۔

مم۔۔۔۔۔۔ مجھے تو یاد نہیں۔۔۔۔۔۔۔ اور میں پیچش میں ہرگز مبتلا نہیں ہوا تھا۔

تم نے یہ بھی کہا تھا کہ محض اسی تکلیف کی بناء پر فوری طور پر مجھ سے نہیں مل سکتے۔

میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ درست نہیں۔۔

ہوسکتا ہے نیم بے ہوشی کے عالم میں تم نے اس کی کال ریسیور کی ہو۔

ہاں۔۔۔ یہ ممکن ہے۔۔

اس نے پچھلی رات کو ایک ڈرگ اسٹور سے بے ہوشی طاری کرنیوالے کیمیکلز خریدی تھیں۔ اس لئے مجھے تشویش تھی اور میں نے تمہیں فون کیا تھا۔

وہ تو جو ہونا تھا ہو چکا۔۔۔ اب میں کیا کروں۔

کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ صبر کے علاوہ۔۔۔ اب وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ شاید تمہارے سارے راز

اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔ کیا تمہاری بیٹی تہہ خانے کے بارے میں جانتی تھی۔

نہیں۔ وہ میرے ہر ایسے معاملے سے لاعلم تھی جس سے اس کی ذہن پر برا اثر پڑ سکتا۔

تب پھر اسے تم جیسے آدمی کی بیٹی ہی نہ ہونا چاہئے تھا۔ اچھا ہی ہوا کہ تم بالکل آزاد ہو گئے۔

کیا میں ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔

نہ رہے ہو گے۔ لیکن تم میں ایسا بن جانے کے جراثیم ضرور موجود تھے۔

ہاں اب تو آپ یہی کہیں گے۔

جیلانی۔۔۔۔ اپنی حد میں رہو۔۔۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

تو پھر فی الحال گوشہ نشین ہو جاؤ

لیکن اگر وہ کسی طرح تہہ خانے کے راز سے واقف ہو گیا ہے تو کیا ہوگا۔

تم اس کی فکر نہ کرو اسے میں دیکھوں گا۔ ویسے کیا تم اس پر روشنی ڈال سکو گے کہ وہ تمہارے ہی مکان کے قریب کیوں آ بیٹھا تھا۔ اور بہانا بھی تو بنایا تو کتیا اور اس کے بچوں کا۔۔

میں کیا بتاؤں۔ مجھے علم نہیں کہ ایسا کیونکر ہوا۔

وہ چوری چھپے لیڈی ڈاکٹر زیبا سے بھی ملتا رہا ہے۔

تو اس سے کیا ہوا۔ وہ میرے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ کبھی کبھی میرا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔

لیڈی ڈاکٹر زیبا کا ایک کزن کیپٹن فیاض مرکزی محکمۂ سراغرسانی کا ایک آفیسر ہے۔

ہوا کرے۔۔۔۔ وہ میرے بزنس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔

بہر حال۔۔۔ میں تمہاری بیٹی کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

تب پھر میری زندگی ہی بیکار ہے۔

تو پھر خودکشی بہترین حل ہے تمہارے اس مسئلے کا۔

یہ آپ کہہ رہے ہیں۔

میرے علاوہ اور کوئی کہہ بھی نہیں سکتا کیونکہ خودکشی تمہارا مقدر ہو چکی ہے۔ تم آج شام تک خودکشی کر لو گے۔

ن۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ جیلانی خوفزدہ لہجے میں بولا۔

جاؤ۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔

خودکشی کی بددُعا واپس لے لیجئے۔

ایک شرط پر۔۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ تاحکم ثانی اپنے بنگلے ہی تک محدود رہو گے۔ کسی سے فون پر بھی گفتگو نہیں کرو گے۔ کہیں سے کوئی کال آئے تو خود ہرگز ریسیو نہ کرنا۔ کسی ملازم کو ہدایت کر دینا کہ وہ ہر کال کے جواب میں یہی کہتا رہے کہ تم گھر پر موجود نہیں ہو۔

م۔۔۔۔۔ میں یہی کروں گا۔

تو جاؤ۔ تم فی الحال خودکشی بھی نہیں کرو گے۔

شش۔۔۔۔۔۔شکریہ۔۔۔

پتا نہیں کتنی دیر بعد ہوش آیا تھا۔ عمران اندازہ نہ لگا سکا۔ کیونکہ گھڑی بھی بند ہوگئی تھی۔ لیکن وہ تہہ خانہ تو نہیں تھا۔ کیونکہ کمرے میں کھڑکی سے دھوپ آ رہی تھی۔ اس نے بستر سے فرش پر چھلانگ لگائی۔ اور سیدھا کھڑا ہوگیا۔ پھر ٹانگوں کی قوت کا اندازہ لگانے لگا تھا گھٹنوں میں تھرتھری سی محسوس کی اور سر پھر بستر پر بیٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

کمرے میں صرف ایک ہی بستر تھا۔ اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔ لیکن وہ مقفل نہیں تھا۔ ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا۔۔۔۔ بوکھلائے ہوئے انداز میں وہ باہر نکلا۔۔۔ بائیں جانب کسی دوسرے کمرے کا دروازہ نظر آیا۔۔ اور ہینڈل گھماتے ہی وہ بھی کھل گیا تھا۔۔۔ غزالہ سامنے ہی بستر پر سوتی دکھائی دی۔ تنہا ہی تھی۔

عمران نے چپ چاپ دروازہ بند کردیا۔۔۔ غزالہ کو جگانے سے قبل ہی پوری عمارت کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

زیادہ بڑی عمارت نہیں تھی۔ صرف چار کمروں اور ایک کچن پر مشتمل تھی، دو کمرے خالی ملے۔۔۔ بہرحال اس وقت اس عمارت میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے عمارت سے باہر نکلنے کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہوسکا۔ تھک ہار کر پھر اسی کمرے کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جہاں غزالہ سو رہی تھی۔ اس نے اسے آوازیں دیں اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ گویا بے ہوشی کے اثرات زائل ہوچکے تھے۔ اور وہ صرف سوتی رہی تھی۔

کک۔۔۔۔۔۔۔کیا بات ہے۔ وہ ہکلائی اور پھر بوکھلا کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

یہ کیا۔۔۔ہم کہاں ہیں۔۔

میں تو ابھی تک خواب دیکھ رہا ہوں۔

کیا مطلب۔

یہ وہ تہہ خانہ نہیں ہے۔

پھر ہم کہاں ہیں۔۔۔

خدا جانے۔۔ پچھلی رات ہم دونوں بے ہوش کر دینے والی ڈارٹس کا نشانہ بنے تھے۔ اس کے بعد سے اب ہوش آیا ہے۔

خدا کی پناہ۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر رہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا تہہ خانے میں ڈیڈی کے دشمن تھے۔

میں ایسا نہیں سمجھتا۔

تو پھر۔۔۔۔۔۔

ابھی تک اپنے اسی خیال پر جما ہوا ہوں کہ آپ کے ڈیڈی نے میرے ساتھ کسی قسم کا فراڈ کیا ہے۔

اگر ایسی بات ہوتی تو میں یہاں تمہارے ساتھ نہ دکھائی دیتی۔

یعنی آپ کا ذہن اس وقت بھی جاگ رہا ہے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

پوری طرح۔۔۔۔ وہ طویل سانس لیکر بولی۔ یقیناً ڈیڈی کسی سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ ورنہ کم ازکم میرے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا۔

ہاں۔ یہ بھی ایک اہم نکتہ ہے۔ اسی طرح یہ معمہ اور زیادہ ناقابلِ حل ہوجاتا ہے۔

کیا ہم یہاں سے باہر نکل سکیں گے۔

عمران سر کو منفی جنبش دے کر بولا آپ کو جگانے سے قبل ہی اس کے امکانات کا جائزہ لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ناکام رہا۔

اس کمرے سے نکل سکیں گے۔

ضرور ضرور۔۔۔ ورنہ میں کس طرح داخل ہوسکتا۔

تو تم کسی دوسرے کمرے میں تھے۔

جی ہاں۔ اسی بناء پر آپ کے ڈیڈی کے لئے وہ ریمارک تھا۔ ورنہ ان کے دشمنوں کو کیا پڑی تھی کہ ہمیں الگ الگ بند کرتے۔۔

غزالہ اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئی۔ اس کی سانس پھول رہی تھی اور حلق خشک ہورہا تھا۔

پپ۔۔۔۔۔۔۔ پانی۔۔۔ کیا یہاں کہیں پانی بھی ہے۔ اس نے بدقت کہا۔

کیوں نہیں۔ کھانا پانی سب کچھ موجود ہے۔ ذرا سی محنت سے ناشتہ بھی تیار ہوجائے گا۔ یہ ساری سہولتیں آپ کے ڈیڈی کے علاوہ اور کوئی نہیں فراہم کرسکتا۔

مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔۔۔

کیا اب بھی میری نوکری برقرار ہے۔

میری حد تک یقیناً برقرار ہے۔۔۔

لیکن یہاں رہ کر آپ تنخواہ کیسے دیں گی۔

پانی لانا ہے تو لاؤ۔۔۔۔ ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔

لا رہا ہوں محترمہ۔۔۔۔

عمران کمرے سے نکل کر کچن میں ایا تھا۔ اور یہاں سے پانی کا جگ اور گلاس اٹھا کر واپس ہوا تھا۔

غزالہ پورا گلاس چڑھا گئی۔ اور ہانپتی ہوئی بولی۔ اب کیا کرو گے۔

فی الحال تو ناشتے کی سوچ رہا ہوں۔ لیکن جیسے میں کسی مرغی کی طرح انڈے نہیں دے سکتا۔ اسی طرح ناشتہ تیار کرنا بھی میرے بس سے باہر ہے۔ لہذا میری نوکری صرف کچن کے باہر ہی برقرار رہ سکتی ہے۔

چلو مجھے دکھاؤ کچن۔۔۔

پہلے باتھ روم تو دیکھ لیجئے۔۔۔ اتنی دیر تک میں صبر کرلوں گا۔

وہ اسے قہرآلود نظروں سے گھورتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔

دونوں کمرے سے باہر نکلے۔

کچن میں غزالہ وہاں رکھی ہوئی اشیاء کا جائزہ لینے لگی تھی اور عمران خاموش کھڑا طرح طرح کے

منہ بنا رہا تھا۔۔۔دفعتاً وہ اس کی طرف مڑی۔

یہ کیا کر رہے ہو۔

حیرت کر رہا ہوں۔۔۔۔

کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہہ دینا۔ میرا دماغ اس وقت ٹھیک نہیں ہے۔

جی بہت اچھا۔۔۔سعادت مندانہ انداز میں کہہ کر وہ اسٹوو میں تیل چیک کرنے لگا۔

ہاں سب کچھ موجود ہے۔۔۔غزالہ پرتشویش لہجے میں بولی۔ لیکن میری عقل کام نہیں کرتی۔

عقل تو آرام کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ اسے کام سے کیا سروکار۔۔۔کام تو دل کرتا ہے۔ چوبیس گھنٹے دھڑکتا رہتا ہے۔

اس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں دیکھا اور کچن سے نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آئی۔ چند لمحے اسے گھورتی رہی اور بولی میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔

اگر ناشتے کی صورت نہ نکل آتی تو فکر کی بات تھی۔

تو ہم یہاں اسی طرح بند رہیں گے۔

باہر نکلے بھی تو جائیں گے کہاں۔۔۔۔۔۔جس حد تک کھڑکیوں سے باہر دیکھ سکا ہوں اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عمارت کسی جنگل میں واقع ہے۔

اچھا تو پھر۔

جنگل میں شیر، چیتے بھی ہوتے ہیں۔ اور سانپ بچھو بھی۔ لہذا فی الحال یہ صاف ستھری جگہ بھی

قیام کے لئے بری نہیں ہے۔ اور پھر آپ کے ڈیڈی کب چاہیں گے کہ ہم جنگل میں بھٹکتے پھیریں۔

یہ ڈیڈی کا کام نہیں معلوم ہوتا۔

آخر آپ کس بناء پر کہہ سکتی ہیں۔۔۔

وہ صرف تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ کر سکتے تھے۔ کوئی باپ اپنی بیٹی کو کسی اجنبی کے ساتھ اس طرح تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔

آدمی کو پرکھنے کے ماہر ہیں آپ کے ڈیڈی۔

کیا مطلب۔۔۔

آپ میرے ساتھ زندگی بھر تنہا رہ سکتی ہیں۔۔۔۔ویسے ان بحثوں میں کیا رکھا ہے۔۔۔میں نے اٹو وجلا دیا ہے۔ اب آپ اپنی کارگردگی کا مظاہرہ کیجئے۔

انڈے تلنا اور ٹوسٹ پر مکھن لگانا بھی نہیں جانتے۔

ناشتے میں پراٹھے کھانے کا عادی ہوں۔۔

اور میں تمہارے لئے پراٹھے پکاؤں گی۔

اچھے لوگ ملازموں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں۔

مجھے آٹا گوندھنا نہیں آتا۔

افسوسناک۔۔عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

ناشتہ پھر ہوتا رہے گا۔ ہمیں اس صورتحال پر غور کرنا چاہیئے۔

کوئی فائدہ نہیں۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔

کیا مطلب۔۔۔

اب تو آرام سے بیٹھ کر یہ دیکھنا ہے کہ آئندہ کیا ہوتا ہے۔

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

محترمہ۔۔۔۔۔۔ محترمہ۔۔۔ آپ پھر بھول رہی ہیں کہ ہم پر وہ سب کچھ آپ کے بنگلے ہی میں گذری تھی کہیں اور نہیں۔

لیکن وہ سب میرے لئے قطعی اجنبی تھے۔ نہ ان لوگوں کو پہلے کبھی دیکھا تھا جو ڈیڈی کے بیڈ روم میں آئے تھے اور نہ انھیں جن سے تہہ خانے میں ملاقات ہوئی تھی۔

انھوں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ سیٹھ صاحب کے پوشیدہ محافظ تھے اور پوشیدہ محافظوں کیلئے تہہ خانے سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

اچھا تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ ہمیشہ تہہ خانے ہی میں بند رہتے ہوں۔ باہر ضرور آتے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ لفٹ گھر کے اندر ہی ہے۔ لہذا کبھی تو کوئی دکھائی دیا ہوتا۔

ہوسکتا ہے۔۔۔ لفٹ کے علاوہ کوئی اور راستہ بھی ہو۔۔۔

بہرحال تم ڈیڈی کو ملوث کرنے پر تل گئے ہو۔۔۔۔۔

حالات مس صاحبہ حالات سراسر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

لیکن اس سے ڈیڈی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

سب سے بڑا الجھاؤ یہی ہے کہ آخر آپ میرے ساتھ کیوں پائی جاتی ہیں۔ اگر میں تہہ خانے کے راز سے واقف ہو گیا تھا تو بڑی آسانی سے میرا گلا گھونٹ کر یہ شہادت ضائع کی جا سکتی تھی۔ اور آپ کو بہرحال سمجھا بجھا لیا جاتا۔ آخر وہ باپ ہیں اور آپ بیٹی۔۔۔

شکر ہے کہ اس بات پر تمہیں مجھ سے اتفاق ہے۔۔۔

بالکل ہے۔۔۔ لیکن پھر۔۔۔۔۔۔۔ سیٹھ صاحب کا کیا رول ہے اس کہانی میں۔۔۔

میں کیا جانوں۔۔۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کے ڈیڈی کسی کے مہرے ہوں۔

میں نہیں سمجھی۔۔۔

کوئی اور اس تہہ خانے کو استعمال کر رہا ہو۔ اور آپ کے ڈیڈی اس کے دباؤ میں ہوں۔۔۔ اوہ ٹھہریئے۔۔

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا جب ہم تہہ خانے میں پہنچے تھے اس وقت وہ بے ہوش ہی تھے۔

اور تمہارے بیان کے مطابق وہ صبح تک ہوش میں نہ آئے ہوں گے۔

نہیں ایسی ادویات بھی موجود ہیں جن کے انجکٹ کر دینے سے بے ہوشی رفع ہو جاتی ہے۔۔

لیکن اسی صورت میں جب ایسا ہوا ہو۔۔ غزالہ بولی۔

آپ نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے کہ بُرا سے بُرا باپ بھی اپنی بیٹی کو اس طرح کسی غیر آدمی کے حوالے نہیں کرسکتا جس طرح آپ میرے سر پڑی ہیں۔

گفتگو میں مناسب الفاظ استعمال کرو۔ ورنہ سر توڑ دوں گی۔

حیرت ہے کہ آپ ایسے حالات میں بھی مجھ سے ادب لطیف سننا چاہتی ہیں۔

وہ خاموش رہی۔ سر جھکائے کسی سوچ میں گم ہوگئی تھی۔ عمران نے فرائینگ پین میں مکھن ڈال کر انڈے توڑنے شروع کردیئے۔

لیکن تمہارا اطمینان قابلِ داد ہے۔ غزالہ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

یا زندہ رہوں گا یا مر جاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا لہذا خواہ مخواہ فکرمندی کا روگ پالنے سے کیا فائدہ۔ ویسے اگر آپ اسی دوران میں آٹا گوندھنے کی مشق بہم پہونچالیں تو آئندہ زندگی میں کام آئے گی۔

اب کچھ دیر کیلیئے خاموش ہو جاؤ۔۔۔

ہاں مین بھی یہی سوچ رہا تھا کہ قبل اس کے کہ کوئی تازہ مصیبت نازل ہو جائے ہمیں ناشتہ کرلینا چاہیئے۔

اور پھر اس نے سچ مچ خاموشی اختیار کرلی تھی۔ ناشتے کے دوران میں بھی نہیں بولا تھا۔ لیکن اب غزالہ کے چہرے سے صاف پڑھا جاسکتا تھا کہ اسے اس کی خاموشی گراں گذر رہی ہے۔ بار بار اسے غور سے دیکھنے لگتی تھی۔ لیکن وہ سر جھکائے کافی پیتا رہا۔ آخر جب وہ گھٹن حد سے زیادہ

بڑھ گئی تو تیز لہجے میں بولی۔ کچھ سوچا تم نے

جی ہاں وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

کیا سوچا۔۔۔

دنیا بڑی واہیات جگہ ہے۔ اب چل کر جنت میں رہنا چاہیئے۔۔

اپنے نام ہی کی طرح بے تکے بھی ہو۔۔۔

گالیاں کھانے کی تنخواہ الگ دے دینی پڑے گی۔ ورنہ محتاط رہیئے۔

تم آخر ہو کیا بلا۔۔۔۔۔۔

کئی بار آپ یہ سوال کرچکی ہیں لیکن میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

میں کہتی ہوں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔

شاید تیسری بار یہ مشورہ بھی دے رہی ہیں۔

لیکن تم اس پر عمل نہیں کرو گے۔

کیوں دربدری کی سوجھی ہے۔ خدا نے چھت مہیا کردی ہے۔ چین سے بیٹھی رہیئے۔

شاید اس صدمے سے سچ مچ تمہارا الٹ گیا ہے۔

جو دل چاہے سمجھ لیجئے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

اچھا تو پھر میں ہی کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔ نہ ٹوٹا تو مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگادوں گی۔

ارے باپ رے۔۔۔ عمران بوکھلا کر کھڑا ہوگیا۔

تم مجھے روک نہیں سکو گے۔

جو عورت گھر میں آگ لگانا چاہتی ہو اسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ غالباً شیکسپیئر نے بھی یہی بات کہی تھی۔

تم اسے مذاق نہ سمجھو۔

عورتوں کو مذاق کرنا آتا ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سنجیدگی سے کہہ رہی ہیں۔

پھر مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ اس مکان کا مالک کون ہے۔

اس نے یہاں مٹی کا تیل کا کنستر چھوڑ کر حماقت کی ہے۔

اخاہ۔ تم تو اس کے حمایتی لگ رہے ہو۔ اس وقت۔

یہ بات نہیں ہے۔ میں جنگل میں نہیں بھٹکنا چاہتا۔ جس نے بھی ہمیں یہاں رکھا ہے۔ بے مقصد نہیں رکھا۔ ذرا اس کے مقصد کو تو سامنے آنے دیجیئے۔ پھر میں دیکھ لوں گا۔

ابھی تک تم نے کیا کر لیا ہے جواب کر لو گے۔

کچھ سمجھ میں آئے تو کروں بھی۔ اس حاملہ کتیا کی ہمدردی میں خواہ مخواہ مارا گیا۔

تمہاری وہی حرکت کس کی سمجھ میں آئی تھی۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے ڈیڈی میری اسی حرکت کی بناء پر کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔۔۔

میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

ہو سکتا ہے کہ میری وہ حرکت انھیں اپنے کسی ایسے معاملے سے متعلق نظر آئی ہو جسے وہ منظرِ عام پر لانا پسند نہ کرتے ہوں۔ یا دوسرے الفاظ میں اس کے منظرِ عام پر آ جانے سے کسی نقصان کا خدشہ پیدا ہو سکتا ہو۔ اس لئے انھوں نے میری اصلیت معلوم کرنے کیلئے مجھے الجھایا ہو۔۔۔

میں سمجھ گئی تمہارا مطلب۔۔۔

عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ لیکن پھر وہ کچھ نہ بولی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خود بھی کسی سوچ میں پڑ گئی ہو۔

کسی کتیا کا اس طرح مار ڈالا جانا شاہ دارا میں پہلا واقعہ نہیں تھا۔ میں نے اس کے بعد ہی اس سلسلے میں خاصی چھان بین کی تھی۔

تو گویا معاملے کی کوئی اہمیت بھی ہے۔

خدا ہی جانے۔۔۔ عمران طویل سانس لیکر بولا نوزائیدہ بچے اٹھا لئے جاتے ہیں اور کتیا کو گولی ماردی جاتی ہے۔ لیکن روز روشن میں ایسا نہیں ہوتا۔ چوری چھپے یہ کام سرانجام دیا جاتا ہے۔

یعنی ابھی تک ایک فرد بھی ایسا نہیں مل سکا جو اس حرکت کے مرتکب کی شاندھی کر سکے۔

اس لئے تم اس نتیجے پر پہنچے ہو کہ اس میں ڈیڈی کا ہاتھ ہے۔

میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچا۔

بڑی مضحکہ خیز بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلو میں مانے لیتی ہوں کہ ڈیڈی کا دماغ الٹ گیا

ہے لیکن کیا یہ کوئی غیر قانونی حرکت ہوئی۔ آوارہ کتوں کو مار دینے پر پولیس کیس نہیں بن سکتا۔۔

میں بھی جانتا ہوں۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

تو پھر اس بکواس کا مطلب۔۔۔

بکواس کا اگر کوئی مطلب ہو تو وہ فلسفہ کہلائے گی۔ بکواس نہیں

بس اب خاموش رہو۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ لہجے میں ناگواری تھی۔ دفعتاً عمران چونک پڑا۔ کسی قسم کی آواز سنی تھی۔

کیا بات ہے۔ غزالہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

شاید کسی گاڑی کی آواز تھی۔

چلو دیکھیں۔۔۔ وہ جلدی سے اٹھ گئی۔

وہ دونوں کچن سے نکلے ہی تھے کہ کسے دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی، لیکن وہ عمارت ہی کا کوئی دروازہ تھا۔ گاڑی کا نہیں۔

پھر وہ صدر دروازے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ دو آدمی دکھائی دیئے۔ ایک کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی اور دوسرا خالی ہاتھ تھا۔ انھیں دیکھ کر وہ رک گئے اور مسلح آدمی نے اسٹین گن سیدھی کر لی۔

تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ دوسرے آدمی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

صرف مجھے۔۔۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں صرف تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ یہیں رہے گی۔۔

یہ ناممکن ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔

زندگی عزیز ہو تو وہی کرو جو کہا جائے۔

مجھے زندگی سے زیادہ ان کی قینچی کی طرح چلنے والی زبان عزیز ہے۔

غزالہ اسے گھور کر رہ گئی۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔

چلو۔۔ دفعتاً وہ ڈپٹ کر بولا۔

نہیں۔ عمران نے اسی کے سے لہجے میں جواب دیا۔

سینہ چھلنی ہو جائے گا۔

میں جانتا ہوں کہ اسٹین گن ہے جھنجھنا نہیں ہے۔

اس کے باوجود اکڑفوں دکھا رہے ہو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے کہیں چلنے سے انکار نہیں ہے لیکن یہ بھی شریکِ سفر ہونگی۔

آخر تم لوگ ہو کون اور ہمیں کیوں پریشان کئے جا رہے ہو۔ غزالہ بول پڑی۔

میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کیوں پریشان کئے جا رہے ہو، تمہیں چلنا ہے لڑکی یہیں رہے گی۔

اور اگر میں انکار کر دوں تو۔

یہ ایک غیر دانشمندانہ فعل ہوگا۔ غیر مسلح آدمی نے کہا۔

کچھ بھی ہو۔ ہم دونوں جہاں بھی رہیں گے۔ ساتھ رہیں گے۔ ورنہ دونوں ہی مرنے کو تیار ہیں۔ غزالہ آہستہ آہستہ پروقار انداز میں بولی۔

ٹھیک اسی وقت عمران کی لات مسلح آدمی کے اس ہاتھ پر پڑی تھی جس میں اسٹین گن تھی۔ اسٹین گن اچھل کر دور جا پڑی۔ دوسرے آدمی نے اس کی طرف بڑھنا چاہا تھا لیکن غزالہ نے اس کا راستہ روک لیا۔

عمران نے اسٹین گن کے لئے چھلانگ لگائی۔ اور اسٹین گن سمیت دور تک فرش پر پھسلتا چلا گیا۔ وہ دونوں پہلے ہی دوڑ پڑے تھے لیکن قریب پہنچنے سے قبل ہی عمران اٹھ گیا۔ اسٹین گن اب اس کے ہاتھوں میں تھی۔

اور میں اس کے استعمال سے بھی واقف ہوں دوستو اس نے سرد لہجے میں کہا۔

دونوں جہاں تھے وہیں رک گئے۔

اور اب اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔۔۔۔۔۔۔ عقب سے غزالہ نے کہا۔ دونوں نے خاموشی سے تعمیل کی۔ غزالہ آگے بڑھ کر ان کی جیبیں ٹٹولنے لگی۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں عمران نے پوچھا۔

گاڑی کی چابی تلاش کر رہی ہوں غزالہ نے جواب دیا۔ انہیں یہیں بند کر کے نکل چلیں گے۔

دفعتاً وہ دونوں ہنس پڑے۔

اب تم بتاؤ کہ اس میں مزاح کا پہلو کہاں سے نکلتا ہے۔ عمران نے ان سے پوچھا۔

ہم تو صرف دھمکا کر لے جانا چاہتے تھے لیکن باہر گولی مار دی جائے گی۔ کسی جانب سے دو فائر ہونگے اور تمہارے ہی ساتھ گاڑی بھی ضائع ہو جائی گی۔

اب کیا خیال ہے۔ عمران نے احمقانہ انداز میں غزالہ سے سوال کیا۔

یہ ہمیں بہکا رہے ہیں۔

یقین نہ کرنے کی صورت میں وہی ہوگا جو ہم کہہ رہے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔

خواہ مخواہ بات بڑھائی ہے تم دونوں نے میں کہہ رہا ہوں کہ تنہا نہ جاؤں گا۔ اور یہ ایک جیتی جاگتی خاتون ہیں۔ بم نہیں کہ راستے میں پھٹ جائیں گی۔ عمران نے کہا۔

ہم سے صرف تمہارے لئے کہا گیا تھا۔

کس نے کہا تھا۔

غیر ضروری سوال ہے۔

اچھا تو اب جاؤ اور اس تک میری پیشکش پہنچا دو۔۔۔۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔ اس جنگل سے باہر نہیں نکل سکوں گا۔ لہذا عمارت سے نکل جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

تت۔۔۔۔۔۔۔۔ تم انھیں جانے دو گے۔ غزالہ نے حیرت سے کہا۔

ہم دونوں کی عافیت اسی میں ہے۔ انھوں نے جس خطرے کا ذکر کیا ہے اس کا احساس مجھے پہلے ہی سے تھا۔

اور میں اسے تمہاری حکمتِ عملی سمجھ لوں غزالہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

جو دل چاہے سمجھ لیجئے۔ لیکن میں کوئی غیر محتاط قدم نہیں اٹھا سکتا۔

تو ہم جائیں۔ ایک نے پوچھا۔

ضرور۔۔۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔

لاؤ گن واپس کر دو۔۔۔

ہاتھ آیا ہوا اسلحہ واپس کر دینے والے کو ڈیم فول کہتے ہیں۔ تمہیں خالی ہاتھ واپس جانا پڑے گا۔

غزالہ جھنجھلاہٹ میں ان کی جامہ تلاشی لینا بھول گئی تھی۔ عمران نے اسٹین گن کو جنبش دیکر کہا۔

صدر دروازے کی طرف حضرات۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے صدر دروازے کی طرف چل پڑے تھے۔ عمران ان کے پیچھے تھا۔۔۔ اور غزالہ جہاں تھی وہیں رک گئی تھی۔

دروازے کے قریب پہنچ کر عمران نے کہا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلو۔ لیکن باہر سے دروازہ بند کرنا مت بھولنا۔ ورنہ وہ لڑکی مجھے پھر ورغلائے گی۔

میں نہیں سمجھا۔

آنکھ کھلتے ہی اس نے دروازہ توڑ دینے کی فرمائش جڑ دی تھی۔ عمران نے کہا۔

اور تم نے انکار کر دیا تھا۔

ظاہر ہے۔۔۔ اتنا بیوقوف تو نہیں ہوں۔ اپنے باس کو سمجھا دینا کہ اسے یہاں تنہا چھوڑنا

مناسب نہ ہوگا۔ دروازوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دیگی کہہ رہی تھی۔

اوہ۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ لیکن اگر ہم گن لئے بغیر واپس گئے تو ہماری خیر نہیں۔

تم سفارت پر تو آئے نہیں تھے۔ گن سمیت واپس گئے تو زیادہ تھڑی تھڑی ہوگی کہ مسلح ہونے کے باوجود بھی مجھے نہ لے جا سکے۔۔۔ اب تو بہانہ کر سکو گے کہ گن کے زور پر میں نے تمہیں واپس کر دیا۔۔

یہ بات تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ دوسرا جلدی سے بولا۔ اور پہلا بھی اس سے متفق ہو گیا۔

پھر وہ باہر چلے گئے تھے۔ دروازہ بند ہو جانے کے بعد ہی عمران غزالہ کی طرف پلٹا تھا۔

تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر غرائی۔

سارجنٹ نیمو نے اسے تاک لیا تھا۔ پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا۔ گھنی اور ڈھلکی ہوئی مونچھوں کے اوپر چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں کچھ اچھا تاثر نہیں رکھتی تھیں۔ اول درجے کا چالاک اور پھرتیلا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

دو دنوں سے مسلسل وہی نیمو اور صفدر کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ اس وقت ان کے ساتھ روزا میکسوئیل بھی تھی۔ نیمو کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور وہ اس کے ساتھ اگلی ہی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ صفدر پچھلی سیٹ پر تھا۔ نیمو نے عقب نما آئینے کا زاویہ متعاقب کی گاڑی پر نظر رکھنے کے لئے بدلتے ہوئے کہا۔ مس میکسوئیل اگر تمہیں یہاں کی عدالت سے سزا مل جائے تو تمہارا کیا حشر ہوگا۔

تباہی اور بربادی کے علاوہ اور کیا ہوگا۔

ہمیں افسوس ہے کہ تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

اگر کچھ نہیں کر سکتے تو پھر اسے عورت کے ساتھ کیوں نہیں جانے دیا تھا۔ مجھے اپنے ساتھ کیوں لائے تھے۔

بس ہوگئی حماقت۔ اب اسے کہاں تلاش کرتے پھریں۔

میں نہیں سمجھ سکتی کہ جب تمھی لوگ صاحبِ معاملہ ہو تو مجھے واپس کیوں نہیں بھجوا سکتے۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ ہمارے فرائض میں شامل نہیں۔ صفدر بولا۔ طہران والے جانیں۔ ہم نے تو بس اندازہ لگا لیا ہے کہ یہاں کی پولیس کس زاویئے سے ہم پر حملہ کرسکتی ہے۔

خداوند میرا کیا ہوگا۔ روزا گلوگیر آواز میں بولی۔

تم صبر سے کام کیوں نہیں لیتیں۔۔۔۔ ہوسکتا ہے اسی دوران میں طہران سے تمہارے لئے کوئی ہدایت آجائے۔ نیمو نے کہا۔

اور اگر نہ آئی تو۔۔۔۔

اب اس کے لئے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ ویسے تمہیں ہمارے ساتھ کیا تکلیف ہے۔

کچھ بھی نہیں

کبھی ہمارا رویہ تمہارے ساتھ نامناسب رہا ہے۔

ہرگز نہیں۔ تم دونوں بیحد شریف النفس ہو۔

بس تو پھر صبر کرو۔۔۔۔ اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

تم دونوں کہاں رہتے ہو۔

ہمارا کوئی خاص ٹھکانہ نہیں ہے۔

مجھے تنہا کیوں ڈال دیا ہے۔ رات کو بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ تم اسے پسند بھی کروگی یا نہیں

میں نہیں سمجھی۔۔۔۔

یہی کہ اگر ہم بھی تمہارے ساتھ اسی عمارت میں رہیں۔

میں پسند کیوں نہیں کروں گی۔ تم لوگ عجیب قسم کی باتیں کرتے ہو۔

بات دراصل یہ ہے کہ تمہاری وجہ سے ہم بھی پولیس کی نظروں میں آگئے ہیں۔ اس لئے آجکل ہمارا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہے۔ اپنے آدمیوں میں واپس جا کر انہیں بھی دشواری میں نہیں ڈال سکتے۔

تب تو اور بھی اچھا ہوگا کہ میرے ساتھ ہی رہو۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ پولیس مجھے یا تم لوگوں کو پکڑ کیوں نہیں لیتی۔

وہ ہماری صحیح تعداد کا اندازہ لگانے کے بعد ہی ہم پر ہاتھ ڈالے گی۔ ابھی تو صرف ہم دو ہی اس کی نظروں میں آئے ہیں۔

میں سمجھ گئی۔ تم لوگ بہت محتاط ہو۔

پچھلی گاڑی بدستور تعاقب کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد روزا نے کہا۔

بہرحال اب تم طہران والوں کو مطلع کرو گے کہ یہاں سچ مچ پولیس حرکت میں اگئی ہے۔

ظاہر ہے۔۔۔

تو پھر ان سے یہ بھی معلوم کر سکو گے کہ اب میرا کیا بنے گا۔۔

تمہارے سلسلے میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ تم ہمارے پروگرام میں شامل نہیں ہو ویسے ہمیں تم سے ہمدردی ضرور ہوگئی ہے۔ انھوں نے تمہیں پانچ ہزار ڈالر اس لئے نہیں دیئے تھے کہ تمہیں اپنا دردِ سر بھی بنالیں۔۔۔ اگر اس جنجال سے نکل سکتی ہو تو نکل جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ وہ تمہارے لئے کچھ نہیں کریں گے۔ تم محض ایک مہرہ ہو۔ اہمیت کھیل کی ہوتی ہے مہروں کی نہیں۔ اگر شطرنج کی بساط پر سے کوئی مہرہ گم ہو جائے تو اس کی جگہ مٹی کی ڈلی رکھ لیتے ہیں اور کھیل جاری رہتا ہے۔

تو پھر کیا مجھے خودکشی کر لینی چاہئے۔

لیکن پھر ان پانچ ہزار ڈالروں کا کیا ہوگا جو طہران میں تمہارے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرے گئے ہیں۔۔۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔

جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو دوسروں کے مشورے پر عمل کرنا چاہئے۔ نیمو بولا۔

ارے تو اور میں کیا کر رہی ہوں

تم صرف مایوسی کی باتیں کر رہی ہو۔

پھر میں کیا کروں۔۔۔ اپنی لاش پر بیٹھ کر گیت نہیں گا سکتی۔

شاعری کی بھی ضرورت نہیں۔ ایک معمولی سا کام ہے۔ شاید بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔

کچھ بتاؤ بھی تو۔۔۔

جس وقت سے ہم باہر نکلے ہیں ایک آدمی ہمارا تعاقب کئے جا رہا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کوئی اس کی بھی تو دیکھ بھال نہیں کر رہا۔

میں نہیں سمجھی۔

ممکن ہے کہ کوئی اس کی بھی نگرانی کر رہا ہو کہ اگر اس پر کوئی افتاد پڑے تو وہ اس کی مدد کر سکے۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں سمجھ گئی۔

اب ہم ایک ویرانے کی طرف گاڑی موڑتے ہیں اگر پچھلی گاڑی بھی تعاقب میں آئی تو ہم گاڑی روک دیں گے۔ اور تم گاڑی سے اتر کر بچاؤ بچاؤ چیختی ہوئی اس گاڑی کی طرف دوڑ پڑنا۔

اس سے کیا ہوگا۔

بس دیکھ لینا۔ تمہیں صرف اتنا ہی کرنا ہے اور نتیجے کی ذمہ داری تم پر نہ ہوگی۔ فی الحال تمہارا

تحفظ ہم نے اپنے ذمے لیا ہے۔

اچھی بات ہے۔ لیکن اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گر بھی سکتی ہوں۔

اس کی گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی ہی میں رہنے کی کوشش کرنا۔ ہم ایسی ہی جگہ گاڑی موڑیں گے جہاں تیز رفتاری ممکن نہ ہوگی۔ اسے بھی رفتار کم کرنی پڑے گی۔

پتہ نہیں کیا کرنا چاہتے ہو۔ وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گئی۔

وہ شہری آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ آسمان ابر آلود ہونے کی بناء پر یہاں تاریکی کچھ زیادہ ہی لگ رہی تھی۔

نیمو نے اپنی گاڑی کچے میں موڑ دی۔ ۔ صفدر نے مڑ کر دیکھا۔ پچھلی گاڑی سڑک ہی پر رک گئی تھی۔ غالباً تعاقب کرنے والا فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔

وہ سڑک ہی پر رک گیا ہے۔ صفدر نے کہا۔ اب تم گاڑی روک ہی دو۔

مم۔۔۔ میں کیا۔۔۔۔ کک کروں روزا یک بیک نروس ہوگئی۔

اتر کر اس کی طرف دوڑ لگاؤ۔ نیمو نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔

کک۔۔۔۔ کیسے۔۔۔

اوہ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔۔ ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔ وہ خود ہی بھاگ کھڑا ہوگا۔ نیمو نے اس کا شانہ پکڑ کر دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ اتری تھی اور بچاؤ بچاؤ چیختی ہوئی دوسری گاڑی کی طرف دوڑ پڑی تھی۔

کون ہے۔۔۔ کیا ہے۔۔۔۔ سڑک پر سے آواز آئی۔ خبردار۔۔۔ فائر کردوں گا۔ ریوالور ہے میرے پاس۔

بچاؤ۔۔۔۔ بچاؤ۔۔ وہ برابر چیختے جارہی تھی۔ ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گری بھی تھی۔ پھر اٹھی اور گاڑی کی طرف دوڑتی رہی۔ گاڑی سے کوئی اتر کر آواز کی سمت بڑھا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی کا انجن بند نہیں کیا تھا۔ اور ہیڈ لیمپ بھی روشن ہی رکھے تھے۔ لیکن اِدھر تو اندھیرا ہی تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ روزا تک پہنچ گیا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے اس کی کوئی مدد کرنے سے قبل خود ہی بے بس ہوگیا ہو۔ کوئی وزنی چیز اس کے سر کے پچھلے حصے پر پوری قوت سے پڑی تھی اور پہلے تو ششدرہ گیا تھا۔ اور پھر چپ چاپ ڈھیر ہوگیا تھا۔

کیسی رہی۔۔۔۔ روزا نے قریب ہی نیمو کی آواز سنی۔

ٹھیک ہے۔۔۔ تم روزا کو لے جاؤ۔ اور میں اسکو اسی کی گاڑی میں لے جاؤنگا۔ یہ صفدر کی آواز تھی۔

نیمو نے روزا کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی گاڑی کی طرف لے چلا۔

یہ سب کیا ہورہا ہے۔ وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

سب تمہاری وجہ سے ہورہا ہے۔ اس لئے فی الحال خاموش رہو۔

روزا کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ کسی نہ کسی طرح وہ گاڑی تک پہنچی۔ نیمو نے اسے بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ وہ سیٹ پر بیٹھی ہانپتی رہی۔

تم عجیب ہو۔۔۔ نیمو کچھ دیر بعد بولا۔ مغربی مما لک کی لڑکیاں تو بڑی اسمارٹ اور ایڈونچر کی شائق ہوتی ہیں۔

میں پڑھنے لکھنے والی لڑکی ہوں۔ ان فضولیات میں کبھی نہیں پڑی۔ وہ روہانسی ہوکر بولی۔

خیر۔۔۔۔خیر۔۔۔۔قصہ ختم ہوگیا۔ اب تمہیں کچھ نہیں کرنا۔ نیمو اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

اُدھر تعاقب کرنے والی کی گاڑی شہری آبادی کی طرف مڑ رہی تھی۔

روزا نے مڑ کر دیکھا اور بولی وہ اسے کہاں لے جائے گا۔

ان باتوں میں سر نہ کھپاؤ۔ یہ بتاؤ تمہاری طبیعت کچھ سنبھلی یا نہیں۔

ہاں۔ اب بہتر ہوں۔

نیمو نے انجن اسٹارٹ کیا۔ گاڑی ریورس گیئر میں ڈالی اور پھر اسے سڑک پر لے آیا۔

یہ تجربات زندگی بھر یاد رہیں گے۔ کیا تم لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ روزا منمنائی تھی۔

ہم قاتل نہیں ہیں۔ نیمو نے مسکرا کر کہا۔ صرف بے ہوش کیا ہے۔

قاتل نہ سہی خطرناک تو ہو۔ ایک پولیس والے پر حملہ کر دیا۔

یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کبھی ہم ان کے قابو میں اور کبھی وہ ہمارے شکنجے میں۔

اب تم لوگ بھی نہیں بچ سکو گے۔

ہماری فکر نہ کرو۔۔۔۔

پھر میرا کیا ہوگا۔

نیمو کچھ نہ بولا۔ اس کی گاڑی بھی اب شہری آبادی کی طرف جا رہی تھی۔

اسکیم کے مطابق اب اس عمارت کی طرف نہیں جانا تھا جہاں روزا مقیم تھی۔

آخر وہ اسے کہاں لے گیا ہوگا۔ روزا نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

جہاں مناسب سمجھے گا لے جائے گا۔

تمہارے یہاں کی چرس ساری دنیا میں مقبول ہے۔

ہم بہت پیار سے تیار کرتے ہیں۔

ادھر پولیس بھی بہت تیز ہے۔

ہوا کرے۔ چرس باہر جا کر رہتی۔۔۔

ہمارے یہاں کے لوگ پولیس سے بھڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔

ہم لاجواب ہیں۔

ارے۔۔۔۔۔۔ارے۔۔۔۔۔اب کہاں لے آئے ہو۔۔ روزا چونک کر بولی۔ کیونکہ گاڑی رانا پیلس کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

دوسری جگہ۔ اس طرح پولیس نے ہمارا سراغ گم کر دیا۔

تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ صرف وہی ہماری نگرانی کر رہا تھا۔

قطعی کیونکہ واپسی کے سفر میں مجھے کوئی اور نہیں دکھائی دیا۔ اب وہ عمارت تو ضرور ان کی نظر میں رہی ہوگی جس میں تم مقیم تھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی سراغ نہیں۔

تو اب مجھے اپنے بارے میں پر امید رہنا چاہیئے۔

باضابطہ طور پر تمہارے لئے واپسی ناممکن ہے۔

نیمو نے اندر پہنچ کر گاڑی روک دی تھی۔ اور اس سے اترنے کو کہا تھا۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو کوئی بہت بڑی عمارت ہے۔ کیا یہاں تمہارا باس رہتا ہے۔

باس کہیں نہیں رہتا اور ہر جگہ رہتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اب میں یہاں قیدیوں کی طرح رہوں گی۔

تمہارا خیال درست ہے۔ اگر باہر نکلیں تو سیدھی جیل جاؤ گی۔ کیونکہ تمہارے ہی سلسلے میں فورس کا ایک آدمی غائب ہو گیا ہے۔

میں سمجھتی ہوں۔ تم مطمئن رہو۔ میں باہر نکلنے کی کوشش نہیں کروں گی۔

صفدر برآمدے میں کھڑا ملا تھا۔

اوہ۔ تو وہ بھی یہیں لایا گیا ہے۔ روزا چونک کر بولی۔

اسے بھول جاؤ۔ صفدر بولا۔ اور صرف اپنے بارے میں سوچو۔

وہ کچھ نہ بولی۔ صفدر نے اسے ایک کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ اور پھر برآمدے میں واپس آ گیا تھا۔ نیمو یہیں اس کا منتظر تھا۔

کیا ہوش میں آ گیا۔ نیمو نے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔ تم نے شاید زور سے ہاتھ جھاڑ دیا تھا۔ سر پھٹ گیا۔

خیر۔۔۔۔ یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ وہ وہاں سے ہٹا دی گئی۔ لیکن ہم بدستور اسی عمارت میں رہیں گے یا ہمیں بھی اس جگہ سے ہٹنا ہے۔

اگر ہم وہاں سے ہٹ گئے تو مزید افراد کس طرح ہمارے علم میں آئیں گے۔

مطلب یہ کہ ہمیں اسی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

کس لئے۔

جس طرح ہم نے ان کے ایک آدمی کو قابو میں کیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی ہم پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔

کیوں نہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی جاننا چاہیں گے کہ ان کا آدمی کہاں غائب ہو گیا۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی غائب ہوا تو ہمارے آدمیوں کو علم ہو گا کہ اسے کہاں لے جایا گیا ہے۔

مطلب یہ کہ ہم خود بھی اپنے آدمیوں کی زیرِ نگرانی ہیں۔

ظاہر ہے۔

لیکن یہ چکر ابھی تک سمجھ نہ آیا۔

چکر سمجھانے والا یہاں موجود نہیں ہے۔ ورنہ چکر بھی سمجھ میں آ جاتا۔

کیا ابھی تک شاہ دارا ہی میں ہیں۔

میں نہیں جانتا۔ تمہارے بیان کے مطابق اگر وہ تار شاہ دارا سے آیا تھا۔ تو وہیں مل جائیں گے۔

وہ مسیج ذہن سے چپک کر رہ گیا ہے۔ کتیا بچے دینے والی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ ان کے لئے خوشخبری تھی یا کوئی بری اطلاع تھی۔

تھکاتے رہو ذہن کو۔

اب ہمیں کیا کرنا ہے۔

اپنے ٹھکانے پر واپس چلیں گے۔

ٹھیک اسی وقت بلیک زیرو برآمدے میں آیا تھا۔ جسے وہ طاہر کے نام سے جانتے تھے۔ اور ان کی دانست میں وہ رانا پیلس کا منتظم تھا۔

وہ ہوش میں آ گیا ہے۔ اس نے اطلاع دی۔

تو پھر ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں۔ ہم سے صرف اتنا ہی کہا گیا تھا کہ اسے قابو میں کر کے یہاں پہنچا دیں۔ صفدر بولا۔

اب اس کے بارے میں جو ہدایت ملے اس سے مجھے مطلع کر دیجئے گا۔ اس نے بڑے ادب سے کہا۔

اچھی بات ہے۔۔۔ صفدر نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔ اس بیچارے کو کیا علم تھا کہ ہدایات بھی اسی سے ملیں گی اور اسی کو پہونچائی بھی جائیں گی۔ کیونکہ عمران کی عدم موجودگی میں بلیک زیرو ہی ایکسٹو کا رول ادا کرتا تھا۔

دن ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ دونوں واپسی نہ آئے۔۔۔ اور اب تو شام بھی آہستہ آہستہ

تاریکیوں میں ڈوبی جارہی تھی۔ ساتھ ہی غزالہ بھی آپے سے باہر ہو رہی تھی۔

تم سے زیادہ بیوقوف آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے کہا۔

اب تو گذر گیا۔۔۔ عمران لاپرواہی سے بولا۔

یہاں سے نکل جانے کا بہترین موقع ضائع کر دیا۔

اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔

رات یہیں گذارنی پڑے گی۔

آرام سے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ پچھلی رات بے ہوشی میں گذری تھی۔ اب ذرا ایک عدد ہوش والی بھی گذار لیں۔ ارے ہاں۔۔۔۔۔ رات کے کھانے میں کیا ہوگا۔

میں نہیں جانتی۔

ظاہر ہے کہ انڈوں کے علاوہ اور کیا ہے یہاں۔ لیکن آخر یہ انڈے آتے کہاں سے ہیں۔

خاموش رہو۔۔۔

ہنسی خوشی گذاری جائے تو آسان ہو جاتی ہے۔

وہ چند لمحے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتی رہی پھر بولی۔ اب تو تم بھی مجھے اسی سازش کی ایک کڑی معلوم ہونے لگے ہو۔

کڑی نہیں کڑا۔۔۔ مذکر ہوں۔

شٹ اپ۔

جیسی آپ کی مرضی۔ میں تو دل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔

کیا یہ بھی نہیں کہ اس اسٹین گن کا میگزین بالکل خالی تھا۔

کیا مطلب۔

مطلب یہ کہ اسٹین گن صرف دھمکانے کے لئے تھی۔ یعنی وہ نہیں چاہتے تھے کہ سہواً بھی کوئی گولی چل جائے۔

اب شاید میں بھی تمہاری ہی طرح پاگل ہو جاؤں گی۔

اس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی۔ ویسے اس میں پاگل کر دینے والی کوئی بات نہیں۔

تم چونکہ پورے پاگل ہو چکے ہو اس لئے تمہیں کسی بات کا احساس ہی نہیں ہو سکتا۔

میں آپ کو سمجھا سکتا ہوں کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ انھیں آپ کے بارے میں غلط فہمی ہو گئی ہے۔

کن کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔

وہی جن کے مہرے ہیں آپ کے والد صاحب۔

تم خواہ مخواہ الزام تراشیاں کئے جاؤ گے۔۔۔ اگر مہرے نہیں ہیں تو ان کی پوزیشن اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

وہ سمجھے ہیں کہ شاید میں آپ ہی کے اشارے پر ادھر متوجہ ہوا ہوں۔

اچھا تو پھر۔۔۔

اب وہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ ان معاملات سے کس حد تک واقف ہیں اور مجھے کتنا بتایا ہے۔

اگر یہ بات ہے تو ڈیڈی بھی خطرے میں ہونگے۔

ہوسکتا ہے۔

اور تم یہاں بیٹھے باتیں بناتے رہو گے۔

وہ ہمیں قتل کر دیتے۔ اگر یہ نہ معلوم کرنا ہوتا کہ کوئی بات ہم سے آگے تو نہیں بڑھی۔

اب خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔

حقیقت عرض کر رہا ہوں میں نے تو بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ نے نہیں بھاگنے دیا۔۔۔ تہہ خانے میں نہیں جانا چاہتا تھا۔

لیکن تم نے اس وقت اسے اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔

اہمیت نہ دیتا تو بھاگنے کی کوشش کیوں کرتا۔

وہ کچھ نہ بولی۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا اور پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔ آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب میرا مشورہ سنیئے۔ ادھر دیکھئے وہ ہم سے الگ الگ پوچھ گچھ کرنا

چاہتے ہیں۔ اس لئے صرف مجھے لیجانا چاہا تھا۔ بہرحال آپ انہیں ہرگز یہ نہ بتایئے گا کہ آپ مجھے بابا سگ پرست اور اپنے ڈیڈی کے تعلقات کے بارے میں کچھ بتا چکی ہیں۔۔۔ بلکہ سرے سے اس بابا کا ذکر ہی نہ آنے پائے۔

میں نہیں سمجھی۔۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔ آخر بابا سگ پرست کا یہاں کیا ذکر۔

میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ آپ کے ڈیڈی اسی کا مہرہ ہیں۔

اپنے بیان کے مطابق تو تم نے پہلے کبھی ان کا نام تک نہیں سنا۔۔۔

اب سن لیا ہے نام لیکن شکل آج تک نہیں دیکھی۔

پھر خواہ مخواہ حکم کیوں لگا بیٹھے ہو۔ ان کا شمار شہر کے معززین میں ہوتا ہے۔

بڑے بڑے جرائم کے مرتکب معززین ہی ہوتے ہیں۔ چھوٹے موٹے لوگ نہیں۔

کم از کم میں تسلیم نہیں کرسکتی۔ بلاشبہ مجھے ایسے لوگ پسند نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں کوئی بڑا جرم ان سے منسوب کرسکوں۔

اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل نہ کیا تو خود بھی آنجہانی ہونگی اور میرے لئے خلد آشیانی ہوجانے کا موقع فراہم کردیں گی۔

یعنی اگر میں نے بابا سگ پرست کا حوالہ بھی دیا تو ہم مار ڈالے جائیں گے۔

فی الحال عقل یہی کہہ رہی ہے۔

مسٹر ڈھمپ یہ جیتی جاگتی دنیا کی باتیں ہیں۔ اور بابا سگ پرست کسی پراسرار ناول کا کردار نہیں ہے۔۔۔ جیتی جاگتی دنیا کے مجرم کم سے کم لوگوں کی نظروں میں آنا چاہتے ہیں اور ذاتی پبلسٹی سے دور بھاگتے ہیں۔ خود کو سگ پرست کہلوا کر اپنی شہرت کو چار چند نہیں لگاتے۔

کچھ لوگ بعض نفسیاتی کمزوریوں کا بھی شکار ہوتے ہیں۔ جرائم کرتے ہیں اور بار بار دوسروں کے سامنے آتے ہیں۔ محض اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ خود اعتمادی پیدا کرسکیں۔ بابا ایسے ہی لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔

ختم بھی کرو۔۔۔۔ وہ اکتا کر بولی۔ میں احتیاط رکھوں گی اس سلسلے میں۔

اور رات کے کھانے کا کیا ہوگا۔

ڈبل روٹی ختم ہوگئی۔۔۔ آٹا گوندھنا نہیں آتا۔۔۔ روٹیاں کبھی پکائیں نہیں۔۔۔۔

تو وہ دال اور چاول ملا کر جو ابالتے ہیں۔۔۔ کیا کہتے ہیں اسے لیکن دال مونگ کی نہ ہو۔۔۔ کھچڑی۔۔

کھچڑی۔۔۔۔ کھچڑی۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ لیکن مونگ کی دال۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔

بہتر ہے۔۔۔ میں پتھر چبا کر گذارہ کرلوں گا۔ لیکن اب کیروسین لیمپ تو روشن کردیجئے۔ اندھیرا پھیل گیا ہے۔

دفعتاً عجیب سا شور فضا میں گونجنے لگا۔ پہلے تو دونوں ہی بوکھلا گئے تھے۔ لیکن پھر جلد ہی سمجھ گئے۔ بینڈ باجے کی آواز تھی۔ ایسا ہی لگتا تھا جیسے دروازے پر کوئی بارات آٹھہری ہو۔

عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے کیونکہ خود بھی کسی زمانے میں پرنس آف ڈھمپ رہ چکا تھا۔

دروازہ کھولئے جناب۔۔۔۔۔۔آواز پھر آئی۔

یہاں کوئی ہر ہائی نس نہیں رہتا۔

دروازہ کھولئے یوور ائی نس۔۔۔حضور نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کے دشمن پسپا کر دیئے گئے ہیں۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔بڑی اچھی خبر لائے ہو تم۔۔۔۔۔۔ہم خوش ہوئے۔۔۔عمران بولا اور غزالہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ عجیب سا لہجہ لگا تھا۔ بالکل شہزادوں ہی کے سے انداز میں بولا تھا۔

خاصہ بھیجا ہے نواب صاحب نے۔ باہر سے آواز آئی۔

ارے اسکی زحمت کیوں فرمائی۔ ہم کھچڑی پکوانے جا رہے تھے۔

خاموش رہو۔ غزالہ بھنا کر بولی۔

یہ مذاق نہیں ہے محترمہ۔ ہم حقیقتاً پرنس آف ڈھمپ ہیں۔

اس بار ضرور جان سے جاؤ گے۔۔۔وہ دانت پیس کر بولی۔

آپ یہ کیوں نہیں دیکھتیں کہ باجے گاجے کے ساتھ آئے ہیں ضرور خاصہ لائے ہوں گے۔

خاصہ کیا۔۔۔۔۔۔

عمران نے ہونقوں کی طرح غزالہ کی طرف دیکھا اور پھر صدر دروازے کی جانب آنکھیں پھاڑنے لگا۔

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے دروازہ بھی پیٹا جا رہا ہو۔ غزالہ جلدی سے کچن کی طرف دوڑ گئی اور لیمپ روشن کر لائی۔

دروازہ اب بھی پیٹا جا رہا تھا۔ اس نے عمران سے کہا دروازہ ہرگز مت کھولنا۔

لیکن بینڈ باجا لے کر کیوں آئے ہیں۔

میں کیا جانوں

میں تو ادھر کے رسم و رواج سے واقف نہیں ہوں۔ ہوسکتا ہے ایسے مواقع پر بینڈ باجہ بھی لاتے ہوں۔

کیسے مواقع پر۔۔۔غزالہ آنکھیں نکال کر بولی۔

مطلب یہ کہ۔۔۔

وہ کچھ اور نہ کہہ سکا۔۔۔کیونکہ اس کا ذہن اچانک طاری ہونے والے سناٹے کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔۔۔باجوں کی آوازیں تھم گئی تھیں۔ اور دروازہ بھی نہیں پیٹا جا رہا تھا۔ یہ دونوں بدستور راہداری میں کھڑے تھے۔ اور غزالہ نے دونوں ہاتھوں سے کیروسین لیمپ پکڑ رکھا تھا۔

ایک بیک باہر سے آواز آئی۔ دروازہ کھولئے یور ہائینس آپ نواب آف چھاپک ٹولا کے مہمان ہیں۔۔۔حضور نواب صاحب نے خاصہ بھجوایا ہے۔

تناول فرمانے کی چیز ہے لیکن ایک بہت بڑے نقاد اور شاعر نوش بھی فرماتے ہیں اور خاص طور پر ڈرامے میں۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔

اردو ادب کی تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔

اوہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ پرنس آف ڈھمپ کے لئے خاصہ آیا ہے۔

بہرحال دروازہ کھولنا ہی پڑے گا۔

تم نہیں مانو گے۔

ذراسی عقل استعمال کیجئے۔ عمران آہستہ سے بولا۔ کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ دروازہ توڑ دیں گے۔

اچھا تو میں کمرے میں بند ہوئی جاتی ہوں۔

آپ کی مرضی لیکن۔۔۔ لیمپ یہیں چھوڑ جایئے گا۔ ورنہ خاصے کا جائزہ کیسے لوں گا۔۔

وہ اسے لیمپ تھما کر خود کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔ عمران لیمپ کو ایک اسٹول پر رکھ کر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھولئے جناب۔ باہر سے پھر آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھول دیا۔ ایک آدمی باہر کھڑا ہوا نظر آیا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ خالی نہیں تھے۔

اداب بجالاتا ہوں یور ہائی نس۔۔۔

ضرور بجالاؤ۔۔۔۔۔۔ بلکہ اندر آ کر بجالاؤ

وہ روشنی میں آ گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ناشتہ دان تھا اور دوسرے میں کیسٹ پلیئر۔

کوئی اور بھی ہے۔۔۔

نہیں جناب۔۔۔

تو پھر میں دروازہ بند کر دوں۔

ضرور جناب۔۔۔۔ اور بند ہی رکھئے گا۔ ان اطراف میں بھیڑیئے بکثرت ہیں۔

اور وہ بینڈ باجے والے کہاں ہیں۔

اوہ۔۔۔۔ جناب وہ تو میں کیسٹ چلا رہا تھا۔ اب اسی طرح کام چلتا ہے تقریبات پر۔۔ نام کے نواب رہ گئے ہیں۔ اختیارات گئے۔ زمینیں گئیں۔۔۔ وضعداری نبھانے کے لئے نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ کیسٹ پلیئر لے جاؤ

خوب۔۔۔۔ خوب۔۔۔۔۔۔۔ اور خاصے میں کیا ہے۔

اس کا تو مجھے علم نہیں۔۔۔۔ اس نے ناشتہ دان عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ اپنی موجودگی میں۔۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ اگر آپ میری موجودگی ہی میں تناول فرمالیں تو بہتر ہے۔

ناشتہ دان واپس لے جاؤں گے۔

یہی حکم ملا ہے۔

توکیا ہم نواب چھا پک ٹولا کا ناشتہ دان لے کر بھاگ جائیں گے۔۔۔۔۔یاد رہے کہ ابھی ہم با اختیار ہیں اور ہماری ساری زمینیں پر بفضلہٖ تعالیٰ کدو کی کاشت ہو رہی ہے۔

ضرور ضرور۔۔۔۔۔۔یور ہائی نس۔۔

نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ آپکی سیکرٹری بھی ہوں گی۔

نواب صاحب سے کہہ دینا کہ سیکرٹری خیریت سے ہے۔

آپ خاصہ تناول فرمالیں۔۔

اچھی بات ہے۔ تم یہاں اس کمرے میں بیٹھو۔ اب ہم اتنے بدتہذیب تو ہیں نہیں کہ ناشتہ دان ہی میں کھانا شروع کر دیں گے۔

آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں میں کچن سے برتن لا رہا ہوں۔

نہیں۔۔ تم یہیں بیٹھو۔

عمران نے اسے کمرے میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ ناشتہ دان پہلے ہی اس کے ہاتھ سے لے چکا تھا۔

کمرے میں اندھیرا تھا۔ اجنبی لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اتنے میں عمران نے دروازہ بند کر کے باہر سے بولٹ کر دیا۔

یور ہائی نس۔۔۔یور ہائی نس۔۔۔۔اندر سے آواز آئی۔

ہمیں کسی کے سامنے کھانا کھاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس لئے تمہیں تھوڑی دیر تک بند رہنا پڑے گا۔ ہم نواب صاحب سے معذرت کر لیں گے اس کے لئے۔

پھر وہ ناشتہ دان لئے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں غزالہ بند تھی۔ اب باہر آجایئے اس نے دروازہ بجا کر کہا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

دوسری بار ذرا زور سے دروازہ پیٹا تھا۔ لیکن دوسری طرف بدستور خاموشی چھائی رہی۔

دوازہ کھولئے۔ وہ میرے قابو میں ہے۔ ایک ہی تھا۔ عمران نے کسی قدر اونچی آواز میں کہا۔

لیکن اندر سے غزالہ کی آواز نہ آئی۔

اس نے ناشتہ دان فرش پر رکھ دیا۔ اور لیمپ اٹھا کر وہ دونوں کمرے بھی دیکھے جو خالی تھے۔ پھر اس کمرے کی طرف پلٹا جس میں نووارد کو بند کیا تھا بولٹ کسھکا کر دروازوں کو دھکا دیا۔۔۔۔۔۔۔دروازے تو کھل گئے لیکن نووارد کا کہیں پتا نہ تھا۔

عمران نے دروازہ باہر سے بولٹ کیا تھا۔ اور کھڑکیاں بھی سلاخوں دار تھیں تو پھر کیا ہوا وہ ہوا میں تحلیل ہو کر باہر نکل گیا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

کہیں غزالہ بھی نہ اسی طرح غائب ہو گئی ہو۔ وہ کمرے سے نکلا اور اس کا دروازہ بند کر کے دوبارہ باہر سے بولٹ کر دیا۔

پھر غزالہ والے کمرے کے سامنے پہنچ کر رکا تھا۔ لیمپ فرش پر رکھ دیا۔ احتیاطاً ایک بر پھر دستک دی۔ اور کوئی جواب نہ ملنے پر دروازہ ہی توڑ دینے کی تیاری کرنے لگا۔ لیکن پھر دوسرے

کمروں کا خیال آیا۔ کیوں نہ ان کے دروازے بھی باہر سے بولٹ کردیئے جائیں۔ اس خیال کے تحت پلٹنے ہی والا تھا کہ آنکھوں میں تارے ناچ گئے۔ کسی نے گردن پر کراٹے کا بھرپور ہاتھ رسید کردیا تھا۔۔۔۔ دانت بج کر رہ گئے۔۔۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ پھر نہ اٹھ سکا۔

پھر آنکھ کھلی تھی تیز قسم کی روشنی میں اور وہ الووں کی طرح دیدے پھرانے لگا۔

تم ہوش میں آچکے ہو۔ اسلئے سیدھے کھڑے ہوجاؤ ایک گونجیلی آواز سنائی دی۔

وہ فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اور چھت بھی کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی غالبًا یہ آواز بھی پہلے کہیں سن چکا تھا۔

بڑی پھرتی سے اٹھ بیٹھا اور پھر فوراً ہی پوری بات سمجھ میں آگئی۔۔۔۔ وہی پانچوں نقاب پوش کرسیوں پر بتوں کی طرح بیٹھے نظر آئے۔ جن سے ایک بار پہلے بھی ملاقات ہوچکی تھی۔

اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا اور سہم جانے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

سس۔ سس۔۔۔۔۔۔۔۔ سامالی کم وہ ہکلایا اور پھر روانی سے بولنے لگا۔

سیٹھ صاحب مرجائیں گے لیکن وہ چیز آپ لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے آپ نے ان کا بازو توڑ کر بھی دیکھ لیا۔ اگر لڑکی کا اغواء ہوگیا ہے تو انہیں اس کی بھی پرواہ نہ ہوگی۔ میں تو کسی شمار وقطار میں نہیں ہوں۔

علی عمران۔۔۔۔ بکواس بند کرو ایک نقاب پوش غرایا جس کے ہاتھ میں چمڑے کا لمبا سا چابک بھی تھا۔

اوہ۔۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔۔۔ عمران طویل سانس لیکر رہ گیا۔

ہم احمق تو نہیں ہیں۔

شکلیں دیکھے بغیر اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔

میں کہتا ہوں بکواس بند کرو

میں نے تمہارے ایک بیان کو مشروط کیا تھا اور تو کچھ نہیں بولا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو۔

بڑی غلطی ہوئی کہ آپ لوگوں سے اس کی اجازت طلب نہیں کی تھی۔

ہم واقعی سختی کریں گے۔ اگر تم نے سنجیدگی سے ہمارے سوالات کے جواب نہ دیئے۔

پوچھو کیا پوچھنا ہے۔

تم یہاں کیوں آئے ہو۔

سیٹھ صاحب کی لڑکی کو رحیم آباد میں دیکھا تھا۔ بس پاگل ہوگیا۔ تعاقب کرتا ہوا شاہ دارا تک آیا اور کتیا کے بہانے بنگلے کے قریب والی پلیا پر ڈیرہ ڈال دیا۔

ناقابلِ یقین۔۔۔۔ تم لڑکیوں کے پیچھے نہیں بھاگتے۔

زندگی میں کبھی نہ کبھی یہ حادثہ بھی ضرور ہوجاتا ہے۔

اس سے کہیں زیادہ خوبصورت لڑکیوں نے تمہیں چاہا ہے لیکن تم نے انہیں لفٹ نہیں دی۔

اُن مواقع پر میرا معدہ ٹھیک نہ رہا ہوگا۔

بات نہ بڑھاؤ ایک اور نقاب پوش بولا۔ لیکن تخاطب چابک والے نقاب پوش سے تھا۔ اس نے پھر کہا۔ اس عورت کو یہاں بلواؤ

چابک والے نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں دو مسلح اپنی اسٹین گنیں سنبھالے کھڑے تھے۔

اس عورت کو لاؤ نقاب پوش نے کہا۔ اور ان میں سے ایک باہر چلا گیا۔

لیکن۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ میں نے اسے ابھی تک اطلاع نہیں دی کہ مجھے اس سے وہ ہوگئی ہے۔

تمہیں کبھی کسی سے وہ نہیں ہوئی۔ خاموش کھڑے رہو۔

ہمیشہ خاموش ہی ہوتی ہے۔ بولتی ہوئی کبھی نہیں ہوئی۔۔۔ خاموش محبت میں جو لذت ہے وہ اظہار میں نہیں ملتی۔

تم ہمیں بیوقوف نہیں بنا سکتے پرنس آف ڈھمپ۔ ہم میں سے ایک تمہیں انگلینڈ کے ونڈلیمر کیسل میں دیکھ چکا ہے ڈچز آف ونڈلیمر تو تمہیں یاد ہوگی۔

اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ دراصل بے خودی میں کبھی کبھی میں اپنے قد سے بھی اونچا چلا جاتا ہوں۔۔۔۔۔۔ لیکن پہلی ہی محبت میں ساری چوکڑیاں بھول گیا ہوں۔ ویسے تم لوگوں نے ظلم کیا کہ اس طرح ملا کر جدا کر دیا۔۔۔۔۔۔ اس حرکت کو اردو ادب میں کیا کہتے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے معلوم نہیں۔

اتنے میں زنانہ جوتوں کی کھٹ کھٹ سنائی دی تھی۔ اور عمران سوچنے لگا کہ غزالہ تو چپلیں پہنے ہوئی تھی۔ یہ ٹاپ ہیل والے کہاں سے نصیب ہو گئے۔

اور پھر وہ سچ مچ متحیر رہ گیا کیونکہ اس کمرے میں داخل ہونے والی غزالہ نہیں بلکہ جولیانا فٹز واٹر تھی۔

اس کا منہ بھی حیرت سے کھلا تھا۔ اور پھر اس نے سختی سے جبڑے بھینچ لئے تھے۔

کیا تم اسے پہچانتے ہو عمران سے سوال کیا گیا۔ صورت تو کچھ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔۔۔ کہیں دیکھا ضرور ہے۔۔

تم جھوٹے ہو۔۔۔۔۔۔۔ یہ تمہارے ہی گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔

میرا گروپ۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا۔۔ میرا کوئی گروپ نہیں ہے۔۔۔ ڈھول بجانا تک تو آتا نہیں مجھے۔۔۔۔۔ تم گروپ کی بات کر رہے ہو۔

ہم میں سے ایک تمہیں اس کے ساتھ بھی دیکھ چکا ہے۔

اس نے اس وقت زیادہ پی رکھی ہوگی۔

خاموش رہو۔

تم ہی مضحکہ خیز باتیں کر کے مجھے بولنے پر مجبور کر دیتے ہو۔

دفعتاً ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا کر جولیا سے پوچھا۔ یہ کون ہے۔

میں نہیں جانتی۔ اس نے کڑے تیوروں سے جواب دیا۔ اس نقاب پوش کو گھورتی رہی اور پھر بولی۔ مجھے میرے گھر سے اٹھا کر نہ جانے کہاں لایا گیا ہے۔۔۔ اور کیوں لایا گیا ہے۔

کیا اب بھی یہ بتانا پڑے گا کہ یہ سب کچھ روزا میکسوئیل کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ نقاب پوش نے کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔ وہ لڑکی۔۔۔

ان لوگوں سے تمہارا کیا تعلق ہے جو اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔

میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے میں نے تو ترس کھا کر اسے اپنے ساتھ رکھنے کی پیشکش کی تھی۔ کیونکہ اس کے پاس تہران کا واپسی کا ٹکٹ نہیں تھا اور نہ اتنی رقم ہی تھی کہ وہ ٹکٹ خرید سکتی۔ دو دن گذار لینے کے بعد ہوٹل کے اخراجات بھی برداشت نہ کر سکتی۔

ایک بات اور بھی ہے۔ روزا میکسوئیل کی وجہ سے ہمارا ایک آدمی تمہاری نگرانی کر رہا تھا۔ وہ اچانک غائب ہو گیا۔

میں نہیں جانتی کہ کوئی میری نگرانی بھی کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ آخر مجھ سے کونسی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہ لڑکی میرے لئے ایسی پریشانیوں کا سبب بن جائے گی۔

تمہیں بتانا پڑے گا کہ وہ آدمی کہاں ہے جو تمہاری نگرانی کر رہا تھا۔

میں نہیں جانتی۔ پتہ نہیں تم لوگ کون ہو اور تمہیں اس کی جرات کیونکر ہوئی آخر میں اپنے گھر سے کس طرح ہٹائی گئی کہ مجھے علم ہی نہ ہو سکا۔

تم بے ہوش کر دی گئی تھیں۔

تو گویا تم لوگ ڈاکو ہو۔

غیر ضروری باتیں نہیں۔ یہاں تمہاری موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

خواہ مخواہ۔

بس۔۔۔ نقاب پوش ہاتھ اٹھا کر بولا۔ تمہیں صرف بارہ گھنٹے اور دیئے جا سکتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو۔

پھر اس نے مسلح آدمیوں کو اسے لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ اس دوران میں عمران ہونقوں کی طرح کبھی جولیا کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور کبھی بولنے والے نقاب پوش کی طرف۔

ایک مسلح آدمی جولیا کو وہاں سے لے گیا۔ نقاب پوش پھر عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ شاید اب تمہاری موت ہی آ گئی ہے۔

اگر ایسا ہے تو بندہ لاچار ہے۔۔۔۔۔۔ مر جائیگا۔۔۔ لیکن تمہیں ایسی بد دعا دے جائے گا کہ کبھی پنپ نہ سکو گے۔

تم محکمۂ خارجہ کے لئے کام کرتے ہو۔

بہت زیادہ باخبر معلوم ہوتے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں یہ درست ہے۔

عہدہ کیا ہے۔

نوکری نہیں کرتا۔ عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ فری لانسر ہوں۔۔۔ مختلف کاموں کے مختلف

معاوضے وصول کر لیتا ہوں۔

سر سلطان نے جو سیکرٹ سروس ترتیب دی ہے اس کا سربراہ کون ہے۔

اب پھر تم نے ایسا ہی سوال کیا ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔۔۔ذرا آسان سوال پوچھو کہ میں جلدی سے اس پری چہرہ کو دوبارہ دیکھ سکوں جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچا ہوں۔

تم نے پھر غیر متعلق باتیں شروع کر دیں۔

بھائی صاحب۔ سر سلطان نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ انہوں نے سیکرٹ سروس ترتیب دے رکھی ہے۔ پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا سربراہ کون ہے۔ مجھے تو براہِ راست سر سلطان سے کیس ملتے ہیں۔ کیس کیا۔۔۔کیس کا ایک آدھ حصہ۔۔۔

وضاحت کرو۔۔۔

مطلب یہ کہ کبھی کبھار ان کے لئے معلومات فراہم کر دیتا ہوں۔ چونکہ شہر بھر کے بدمعاش مجھ پر ترس کھاتے ہیں۔ اس لئے ان کو توسط سے میرا پیٹ بھی پلتا رہتا ہے۔

تو یہاں تمہیں سر سلطان نے بھیجا تھا۔

قسم کھا سکتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھے عاشق ہو جانے کا مشورہ نہیں دیا۔ اس معاملے میں بالکل ٹھس آدمی ہیں۔

تم غلط کہہ رہے ہو کہ تمہیں یہاں سر سلطان نے نہیں بھیجا۔

اگر تم یقین کرنے پر تیار نہیں تو میں تمہیں کسی طرح بھی یقین نہ دلا سکوں گا۔ عجیب اتفاق ہے کہ

میں باقاعدہ طور پر جیلانی سیٹھ کے ہتھے چڑھ گیا۔ آخر اس تہہ خانے میں ہوتا کیا ہے جس کا علم ان کی صاحبزادی کو بھی نہیں۔

تم دراصل یہی معلوم کرنا چاہتے تھے۔

میں نہیں معلوم کرنا چاہتا۔ بلکہ ان کی صاحبزادی اس چیز کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھیں۔ جس کی وجہ سے سیٹھ جیلانی پر ایسے مظالم ہو رہے تھے۔ ایک بازو ہی توڑ کر رکھ دیا۔

کیوں بکواس کر رہے ہو۔ تم نے اسے خواب آور دوا دیکر معلوم کر لیا تھا کہ بازو صحیح سلامت ہے۔

کیا کرتا۔ ان کی شکل ہی سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ بازو ٹوٹ گیا ہے۔ ظاہر ہے اصلیت معلوم ہو جانے کے بعد مجھے تشویش ہوئی ہو گی کہ آخر اس فراڈ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ بس ثابت ہوا کہ سیٹھ صاحب صرف میری اصلیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ یہ بھی حماقت تھی جبکہ تم لوگ مجھے اچھی طرح جانتے تھے۔

ہم تو یہاں تمہاری موجودگی کی وجہ جاننا چاہتے ہیں۔

کہو تو اب دو چار عشقیہ اشعار بھی سنا دوں۔ عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

علی عمران۔۔۔۔۔۔۔شاہ دارا میں تمہاری دھجیاں اڑ جائیں گی۔ یہ تمہارا شہر نہیں ہے۔۔۔۔۔ہم تمہارے باپ یا سر سلطان کی پہنچ سے باہر ہیں۔

اسی لئے اس قدر پریشان نظر آتے ہو۔

ہم قطعی پریشان نہیں ہیں۔

پھر یہاں میری موجودگی کی وجہ جاننے کے لئے اتنے پاپڑ کیوں بیل رہے ہو۔

اپنی معلومات میں اضافہ کے لئے۔

خاصا اضافہ کر دیا ہے میں نے تمہاری معلومات میں۔

ہمیں وہ معلوم ہونا چاہئے جو ہم جاننا چاہتے ہیں۔

تم تو خواہ مخواہ اجنبی لوگوں کو سامنے لا کر ان سے میری جان پہچان ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہو۔

تو تم اس عورت جولیانا فٹز واٹر کو نہیں جانتے۔

نہیں میں نہیں جانتا۔۔۔ پتا نہیں تم لوگ کس قسم کے بخار میں مبتلا ہو گئے ہو۔ میں فی الحال صرف مریض عشق ہوں۔

صرف بارہ گھنٹے۔۔۔۔۔۔ تمہیں صرف بارہ گھنٹے دیئے جاتے ہیں۔

کس بات کے۔۔

محکمہ خارجہ کی خصوصی سیکرٹ سروس کے سربراہ کے بارے میں۔۔۔

بس۔۔۔۔۔۔ عمران اس کی بات کاٹ کر بولا۔ نہ بارہ گھنٹے نہ بارہ دن۔۔۔ جس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا کیا بتا سکوں گا۔۔۔ میرا خیال ہے اس کے لئے تمہیں سر سلطان ہی کو پکڑ بلوانا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے تم لوگوں کی کوئی بات میرے پلے نہیں پڑ رہی کبھی یہاں میری موجودگی کا اصل مقصد معلوم کرنا چاہتے ہو اور کبھی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی بات کرنے لگتے ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ اس کے سربراہ تم ہی ہو۔۔۔

اس پر عمران نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ مسخرے پن کی حد ہوئی۔۔۔ میں اور کسی ادارے کا سربراہ۔۔۔۔۔۔۔ کیا بات کہی ہے تم نے۔ سربراہ دھکے کھانے کے لئے نہیں ہوتے۔ وہ صرف نقشے مرتب کیا کرتے ہیں۔ دھکے ورکرز کے لئے۔

تو تمہیں اسی سے ہدایات ملتی ہیں۔

ہرگز نہیں۔۔۔ سر سلطان سے براہِ راست میرا رابطہ رہتا ہے۔

اور تم آجکل ان کیلئے اس لڑکی کے بارے میں معلومات فراہم کر رہے ہو جو طہران (تہران) سے آئی ہے۔

ایسا کوئی کام میرے سپرد نہیں کیا گیا۔ کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اب ان سے کیا پوچھیں۔ دفعتاً عمران بولا۔

اب تم بھی میرے ایک سوال کا جواب دے کر میری الجھن رفع کرو۔

پوچھو۔۔۔۔ نقاب پوش چونک کر بولا۔

غزالہ اور تمہارا وہ آدمی کمروں سے کیسے غائب ہو گئے تھے۔

اس عمارت میں بھی تہہ خانہ موجود ہے اور چاروں کمروں میں اس کے راستے موجود ہیں۔

ایک بڑی الجھن رفع کر دی تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سمجھا تھا شاید کچھ جادو وادو کی کہانی بتاؤ گے۔۔۔ بس اب جلدی سے مجھے اس سے ملا دو۔۔۔

تم اب اس سے نہیں مل سکتے۔۔

بڑا دھوکا کھایا۔۔۔۔ عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

کیا مطلب۔۔۔۔

خواہ مخواہ تمہارے سوالات کے جواب دیتا رہا۔ میں تو سمجھا تھا کہ اس کے بعد تم مجھے اس کے پاس پہنچا دو گے۔

تم نے ابھی تک ہمیں صرف وہی بتایا ہے جو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔

یا پھر وہ پوچھا ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے۔

صڑف بارہ گھنٹے علی عمران۔۔۔ اس کے بعد قتل کر دیئے جاؤ گے۔۔۔

تمہاری وجہ سے قتل ہو جانے کا بھی تجربہ بھی ہو جائے گا۔ بہت شکریہ۔ لیکن یہ تم ہاتھ میں چابک کیوں لئے بیٹھے رہتے ہو۔ دوسرے تو خالی ہاتھ ہیں۔

شکر کرو کہ تمہیں چابک کا تجربہ نہیں ہوا۔

چلو یہ بھی ہو جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بات ہے۔

ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔۔ آ جاؤ میدان میں۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر اسے للکارا تھا۔

نقاب پوش آہستہ آہستہ کرسی سے اٹھا تھا اور بڑی متانت سے چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آ گیا۔ پھر چابک کی شائیں کمرے میں گونجی اور عمران چھلانگ لگا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ وار خالی گیا تھا۔

نقاب پوش نے پھر بڑی پھرتی سے چابک گھمایا لیکن عمران نے اس بار بچنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ سیدھا نقاب پوش کی طرف دوڑ گیا تھا۔ اس طرح چابک اس کے جسم سے لپٹتا چلا گیا۔

نقاب پوش کو سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکا۔ اور عمران پوری قوت سے اس سے جا ٹکرایا۔ دونوں فرش پر گرے تھے پھر قبل اس کے کہ نقاب پوش اپنی کوشش سے اٹھ سکتا۔ عمران اسے بھی سمیٹتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور اسی طرح وہ اسے ڈھال بنا کر اسٹین گن والے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔

اب یوں فائر کرو کہ گولی اس کے جسم کو چھیدتی ہوئی میرے جسم میں پیوست ہو جائے۔۔ اسٹین گن والے کے ہاتھ کانپ کر رہ گئے۔

نقاب پوش اس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے پورا زور صرف کر رہا تھا لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

اگر کوئی بھی قریب آیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اگر تم لوگ واقعی مجھ سے واقف ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ عمران نے کہا۔

جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ پھر عمران اسٹین گن والے سے بولا۔ پہلے تم اسٹین گن فرش پر ڈال دو۔ پھر دروازہ بولٹ کر دو۔ چلو جلدی کرو۔ ورنہ یہ مرا میرے ہاتھوں۔

دوسرا مسلح آدمی ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ عقب سے ایک نقاب پوش بولا۔

جو کہہ رہا ہے۔ وہی کرو۔۔۔۔۔ اس کے باوجود بھی یہ یہاں سے نکل نہیں سکے گا۔ اسٹین گن فرش پر ڈال دو۔

مسلح آدمی نے خاموشی سے تعمیل کی تھی۔۔۔ جب وہ دروازہ بند کر چکا تو عمران نے اس سے کہا۔ اب اسٹین گن کو ٹھوکر مار کر میری طرف روانہ کر دو۔

یہ نہیں ہوسکتا۔ عقب سے ایک نقاب پوش بولا۔

خاموش بیٹھے رہو۔۔۔۔۔ عمران غرایا۔۔۔۔۔ ابھی تک مجھے غصہ نہیں آیا تھا۔ اب آ گیا ہے چلو کھسکاؤ ادھر اسٹین گن ورنہ یہ مرا۔

اس کی گرفت میں آیا ہوا نقاب پوش گلو خلاصی کے لئے خاموشی سے جدوجہد کئے جا رہا تھا۔

تو کیا مار ہی ڈالوں۔ عمران دھاڑا۔

اسٹین گن فرش پر پھسلتی ہوئی اس کے پیروں کے قریب رکی۔ عمران نے گرفت میں آئے ہوئے نقاب پوش کو دھکا دیا۔ اور وہ کسی قدر فاصلے پر جا پڑا۔ اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے اسٹین گن اٹھائی تھی۔

اب کیا خیال ہے دوستو۔۔۔ اس نے انہیں للکارا۔

نقاب پوش ہتھلیاں ٹیک کر فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کے جسم میں اسکی بھی سکت نہ رہی ہو۔

اب تم سب یہاں ایک قطار میں کھڑے ہو جاؤ۔ عمران نے اسٹین گن کو جنبش دیکر کہا۔۔۔ اتنی دیر میں نقاب پوش پھر اٹھ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

لائن میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف مڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔۔

تم یہاں سے نکل نہیں سکو گے۔۔۔۔ چوٹ کھانے والا نقاب پوش کراہ کر بولا۔

یہ میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔ عمران نے کہا اور اسٹین گن والے سے بولا۔ تم بھی ادھر ہی آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہیں کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔

اس نے انہیں ایسی جگہ کھڑا کیا تھا کہ دروازہ کھلنے پر دوسری طرف والوں کو نظر نہ آ سکیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ خود ان کے عقب میں تھا۔۔۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔۔۔ عمران انہیں کو روکتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ پھر اس نے دروازہ اس طرح کھولا تھا کہ خود اوٹ میں ہو گیا۔ جولیا کو ساتھ لے جانے والا مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کی نظر نقاب پوشوں پر پڑی اور اپنے ساتھی پر پڑی۔ اور وہ متحیرانہ انداز میں پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران والی گن اس کی کنپٹی سے جا لگی۔

اپنی گن فرش پر ڈال دو۔ عمران آہستہ سے بولا۔

اس نے کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی اور گن ہاتھ سے چھوڑ دی تھی۔

تم بھی اسی طرح کھڑے ہو جاؤ عمران نے کہا۔

اور وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔۔۔۔عمران نے دروازہ بند کر کے بولٹ کیا اور کسی قدر فاصلے سے ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

خواتین و حضرات اس نے انہیں مخاطب کیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں آپ کا اچار ڈالوں یا تل کر کھاؤں۔۔۔۔۔۔۔ ویسے میرے طرزِ تخاطب پر برا نہ مانئے گا۔ خواتین اس لئے کہا کہ میں نے آپ پانچوں میں سے تین کی آواز تک نہیں سنی۔ اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ آپ میں کوئی خاتون بھی ہو سکتی ہیں۔

وہ کچھ نہ بولے۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔ آپ نے میرے پہلے عشق میں کھنڈت ڈالی ہے اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اردو شاعری کے اعتبار سے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔۔۔۔رقیبوں کے متحدہ محاذ کی مثال اردو شاعری کی تاریخ میں تو نہیں ملتی۔۔۔پتا نہیں یہ طریقِ کار آپ نے کہاں سے اخذ فرمایا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ تم یہاں سے نکل نہیں سکو گے۔۔۔وہی نقاب پوش بولا جس نے شیخی میں آ کر عمران پر چابک برسانے کی کوشش کی تھی۔

میرے نکل جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں وہ غزل حسن وہاں میں۔۔

وہ یہاں نہیں ہے۔۔

پھر کہاں ہے۔۔مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔وعدہ کرتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا۔

اپنی خیر مناؤ۔۔۔نقاب پوش مضحکانہ انداز میں ہنس پڑا۔

میں کہتا ہوں خواہ مخواہ بات نہ بڑھاؤ۔۔۔۔لڑکی میری ذمہ داری تھی۔ اسے میرے حوالے کر دو۔۔۔۔۔۔۔میں اسے گھر تک پہنچا دوں گا۔۔۔۔۔۔پھر تم لوگ تو ہو ہی زبردست۔۔۔دوبارہ اٹھا لانا۔۔۔

اور تمہیں کس خوشی میں چھوڑ دیا جائے۔

اسی خوشی میں کہ تم لوگ میرے لئے قطعی اجنبی ہو۔۔۔بس اتفاقاً مڈبھیڑ ہو گئی۔ جن معاملات کا میری ذات سے تعلق نہ ہو ان میں دخل اندازی نہیں کرتا۔

ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم نے دخل انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔

محض غلط فہمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں صرف لڑکی میں دلچسپی لے رہا تھا۔ تم لوگ تو خواہ مخواہ نازل ہو گئے۔

دفعتاً دونوں نے کھانسنا شروع کر دیا۔ جو نقاب پوش نہیں تھے۔۔۔عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ اس نے بھی کسی قسم کی گیس کی بو محسوس کر لی تھی۔۔۔سانس روکے کھڑا رہا۔۔۔پھر آہستہ آہستہ سے چلتا ہوا ان لوگوں کے عقب میں چلا گیا۔

وہ دونوں بری طرح کھانستے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے تھے لیکن نقاب پوش پہلے ہی کی طرح پر سکون کھڑے رہے۔ پھر عمران کو اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ بظاہر معمولی

نقاب معلوم ہوتے تھے لیکن حقیقتاً گیس ماسک تھے۔

اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بولٹ گرا کر پھرتی سے دروازہ کھولا۔ دوسری اسٹین گن ابھی تک دروازے کے قریب ہی پڑی ہوئی تھی۔ اسے ٹھوکر مار کر راہداری میں کھسکاتا ہوا خود بھی نکل آیا۔۔۔ نقاب پوش اپنی جگہوں سے ہلے بھی نہیں تھے۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کی قوتِ فیصلہ جواب دے گئی ہو۔

عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ خوش قسمتی سے وہ اس طرف سے بھی بولٹ کیا جا سکتا تھا۔ اور نکاسی کا صرف یہی ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اسے بولٹ کرتے ہوئے دو تین لمبی لمبی سانسیں لیں۔۔۔ اس دوران سانس رکے ہی رہا تھا پھر بھی گیس اس حد تک تو اثر انداز ہو ہی چکی تھی کہ ناک کے بال سے میں سوزش محسوس ہونے لگی تھی۔

وہ ایک جانب چل پڑا۔ کچھ ایسی زیادہ احتیاط بھی نہیں برت رہا تھا۔ جلد سے جلد اس جگہ تک پہنچنا چاہتا تھا جہاں جولیا نافٹر واٹر کو رکھا گیا تھا۔ اور غزالہ کے بارے میں یقین نہیں تھا کہ وہ بھی یہیں ہو گی۔

اس راہداری میں مختلف جگہوں پر تین مزید دروازے نظر آئے تھے۔ وہ انہیں بے دھڑک کھولتا چلا گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ تینوں ہی کمرے خالی ملے۔

دوسری راہداری میں مڑنے سے قبل اس نے دونوں اسٹین گنوں کے میگزین چیک کئے تھے۔ دونوں ہی بھرے ہوئے تھے۔ ایک گن کاندھے سے لٹکائی اور دوسری ہاتھ میں لئے ہوئے

دوسری راہداری میں مڑ گیا۔

یہ راہداری پہلی کی نسبت مختصر تھی اور یہاں ایک جانب صرف ایک ہی دروازہ نظر آیا تھا۔۔۔ اسے بھی جلدی سے کھول کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ نکلو جلدی سے۔۔۔۔۔۔ یہ اکڑوں کیوں بیٹھی ہوئی ہو۔

جولیا اچھل پڑی۔ کیونکہ اس کا رخ دروازے کی طرف نہیں تھا۔

کک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔ لیکن عمران نے کچھ کہے بغیر اس کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے راہداری کے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں سے بائیں جانب ایک دو ڈھائی فٹ چوڑا راستہ تھا جو خاصا طویل ثابت ہوا۔۔

اور پھر اس کے اختتام پر تو عمران بھی اچھال پڑا تھا۔۔۔ یہ تو وہی جگہ تھی جہاں وہ اور غزالہ بے ہوشی طاری کرنے والی ڈارٹوں کا نشانہ بنائے تھے۔ یعنی غزالہ کے بنگلے والا تہہ خانہ تھا۔۔۔ سامنے ہی لفٹ کیج نظر آیا۔ لیکن لفٹ موجود نہیں تھی۔

یہ ایک اسٹین گن تم سنبھالو۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا۔ اور اس راستے پر نظر رکھو اگر مخالف سمت سے کوئی آتا دکھائی دے تو بیدریغ فائر کر دینا۔

وہ لوگ کہاں ہیں۔۔۔۔ جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

میں انھیں اسی کمرے میں بند کر آیا ہوں۔ ہوسکتا ہے وہ کسی طرح نکل آئیں اس صورت میں ادھر ہی آئیں گے۔

جولیا وہاں سے ہٹ کر بتائی ہوئی جگہ پر جا پہنچی۔۔۔اسٹین گن اسکے ہاتھوں میں تھی۔

عمران لفٹ کیج کی طرف آیا۔۔۔۔۔۔اور سوئچ بورڈ کے اس بٹن پر انگلی رکھ دی جس سے لفٹ نیچے آتی۔

ذرا ہی سی دیر میں لفٹ نیچے آئی تھی اور کیج کا دروازہ کھل گیا تھا۔

چلو۔۔۔۔۔۔جلدی کرو۔۔۔۔۔۔واپس آؤ اس نے جولیا کو آواز دی۔

وہ دوڑتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔۔۔اور دونوں لفٹ میں داخل ہوگئے تھے۔

ہم اوپر جائیں گے یا نیچے جولیا ہانپتی ہوئی بولی۔

اوپر۔۔۔۔۔۔۔۔پوری طرح ہوشیار رہنا۔

عمران نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

لفٹ حرکت میں آئی تھی۔ اور جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے عمران کو پُرتشویش نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔

لفٹ کو بنگلے کے گراؤنڈ فلور ہی پر روک دیا گیا۔۔۔وہ دونوں باہر نکلے۔

اور اب تم اس جگہ کھڑی ہوکر چوکس رہو۔۔۔۔میں ذرا اس لفٹ کو ناقابل استعمال بنادوں۔

جولیا اسٹین گن سنبھال کر اس جگہ کھڑی ہوگئی جہاں سے دوسری طرف نظر رکھ سکتی۔

عمران نے نچلے سوئچ بورڈ کو بڑی تیزی سے ناکارہ بنانے کی کوشش کی تھی اور اس میں کامیاب بھی ہوگیا تھا۔ یعنی اب لفٹ تہہ خانے تک پہنچنے کے قابل نہیں رہ گئی تھی۔

بنگلے میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ جولیا کو وہیں روک کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گای۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہ ملا۔۔۔۔۔۔ویسے کم از کم ایک آدھ ملازم وہاں ہر وقت ہی موجود رہتا تھا۔ پھر اس نے پوری نچلی منزل دیکھ ڈالی تھی۔ لیکن ایک شخص بھی نہیں نظر آیا تھا۔

آخر ہم کہاں ہیں۔۔۔۔۔۔اور تم کسے تلاش کررہے ہو۔ جولیا نے الجھ کر پوچھا۔

یہ ایک ایسے شخص کا بنگلہ ہے جس کا میں ملازم تھا۔

میں نہیں سمجھی

اطمینان سے بتاؤں گا۔ لمبی کہانی ہے۔۔۔عمران نے کہا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ یہ دیکھنا نہیں بھولا تھا کہ نچلی منزل کا کوئی دروازہ کھلا ہوا تو نہیں ہے۔

سب سے پہلے وہ غزالہ کی خوابگاہ میں داخل ہوا تھا۔ لیکن وہ خالی ہی ملی پھر جیلانی سیٹھ کی خوابگاہ کا رخ کیا۔

ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔۔اور اس کے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑ گئے۔ جیلانی سیٹھ بستر پر چت پڑا نظر آیا تھا۔ قریب پہنچنے سے قبل ہی عمران نے اندازہ لگالیا تھا کہ اس میں زندگی کے آثار نہیں پائے جاتے۔

سرہانے ایک لفافہ رکھا نظر آیا جس پر غزالہ کا نام تحریر تھا۔۔۔لیکن لفافے کو بند نہیں کیا گیا تھا۔۔۔اس میں سے ایک تہہ کیا ہوا پرچہ برآمد ہوا۔ یہ غزالہ ہی کے نام ایک خط تھا۔

غزالہ تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ میں نے ماں بن کر تمہاری پرورش کی تھی اور اپنی تربیت دینے کی تربیت پر نازاں تھا۔ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم اس کرسچین ملازم کے ساتھ فرار ہو جاؤ گی۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اس لئے زہر پی رہا ہوں۔ اگر تم میں ذرہ برابر بھی غیرت باقی ہے تو تم بھی زندہ نہ رہنا اگر دوسروں کی نظروں میں ہلکی ہو کر بھی جینا پسند کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تو دنیا سے جا رہا ہوں محض شرمندگی سے بچنے کے لئے۔۔۔ خدا مجھے معاف کرے۔ اگر تم سے یہ گناہ سرزد نہ ہوا ہوتا تو مجھ سے بھی یہ گناہ سرزد نہ ہوتا۔۔

تحریر کے اختتام پر اس نے اپنا نام لکھا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی اور جولیا سے بولا۔ جتنی جلدی ممکن ہو نکل چلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے پولیس پہنچ ہی رہی ہو۔

آخر قصہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تو مردہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔ کون ہے۔

وہی۔۔۔ جسکا میں ملازم تھا۔۔۔ عمران نے لفافہ اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ اور میز پر رکھے ہوئے گلاس کو بغور دیکھتا ہوا خوابگاہ سے نکل آیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ وہ صدر دروازے کی بجائے عمارت کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ سڑک پر نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے والی زیرِ تعمیر بستی کے بہتیرے لوگ اسے جانتے تھے۔

اس نے دروازہ کھولا تھا۔ اور دونوں بنگلے سے نکل آئے تھے۔ اس طرف ویرانہ ہی تھا۔۔۔ سڑک کے کنارے ہی کنارے بنگلے تھے اور ان کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک خشک نالے میں اتر گئے۔

آخر ہم جا کہاں رہے ہیں۔ جولیا تھوڑی دیر بعد کراہ کر بولی۔ دفعتاً اسکا بایاں پنجہ مڑ گیا تھا اور وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

کیا تم اپنے گھر میں ان جوتوں سمیت سوئی تھیں۔

قطعی نہیں۔۔۔ آرام سے بستر پر سوئی تھی۔ لیکن یہ کمبخت میرے جوتے ساتھ لانا نہیں بھولے تھے۔

خوش ذوق لوگ مولوم ہوتے ہیں۔

کہیں ٹھکانا بھی ہے یا یونہی بھٹکتے پھیریں گے۔

ہے کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔ اصل قیام تو پیلس ہوٹل میں تھا جو پولیس ہیڈکوارٹر کے سامنے واقع ہے۔

کتیا نے بچے جن دیئے یا نہیں۔۔۔

عمران چلتے چلتے رک کر اسے گھورنے لگا۔

چلتے رہو۔۔۔۔۔۔ وہ روادری میں بولی۔ یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ تم شاہ دارا کی کسی حاملہ کتیا کے لئے تشویش میں مبتلا ہو کر گھر سے بھاگے تھے۔

اوہ۔۔۔۔ تو شاید وہ ٹیلیگرام میز پر ہی رہ گیا تھا۔

اور اس وقت نیمو بھی وہیں موجود تھا۔ جولیا نے کہا۔

خیر دیکھوں گا اسے بھی۔۔۔

کیا قصہ تھا۔۔۔

نیچے دیکھ کر چلو ورنہ یہ ٹاپ ہیل جوتے میرے کاندھے پر سوار ہو جائیں گے۔

کتنا اور چلنا پڑے گا۔

میں نہیں جانتا کہ یہ خشک نالہ کہاں لے جائیگا۔

بس تو پھر فی الحال یہیں بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ بائیں ٹخنے مین تکلیف بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔ کہیں مونچ نہ آ گئی ہو۔

بھوک کے مارے برا حال ہے۔ پتا نہیں کب سے کھانا نصیب نہ ہوا ہو۔۔۔ آج کونسی تاریخ ہے۔

بارہ فروری۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ تو اس حال میں تین دن گزرے ہیں۔۔۔۔ گویا۔۔۔۔۔۔ ڈیڑھ دن سے میں نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔ عمران کراہ کر بولا۔۔۔ بس اب بیٹھ ہی جاؤ۔۔۔ ناحق تاریخ بتائی تھی تم نے۔ اب تو مجھ سے بھی نہیں چلا جائے گا۔۔۔ جولیا ایک بتھر پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتارنے لگی۔

عمران اپنے پیٹ کی قراقر سن کر منہ بنا رہا تھا۔ جولیا جوتے اتار چکی تھی۔ بایاں ٹخنہ ٹٹولتی ہوئی بولی سخت تکلیف ہو گئی ہے۔

بتاؤ۔۔۔ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں

جھک مارتے رہو۔

یہ ناممکن ہے کہ اپنے آدمیوں میں سے کسی نے تمہارے اغواء کنندگان کا تعاقب نہ کیا ہو۔

عمران نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔ کیونکہ نقشہ کچھ اسی طور پر ترتیب دیا گیا تھا۔

جولیا نے اپنا اور جوزف کا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا وہ ہانگ کانگ سے آیا تھا۔ تعلق پیری تانگ سے بتاتا ہے۔۔۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ منشیات کی اسمگلنگ کا چکر معلوم ہوتا ہے۔

اس سے اور کیا معلومات حاصل ہوئیں۔۔۔۔۔ لیکن ٹھہرو۔۔۔ ہم شاید کسی نالے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ ہی رہا تھا کہ منہ کے بل نیچے چلا گیا۔ جولیا خود اس پر آ گری تھی۔ ایسا ہی زبردست دھماکہ تھا۔۔۔ زمین ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔ دھماکہ زیادہ دور نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ تھوڑے ہی فاصلے پر اینٹوں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔

بھاگو عمران اسے کھینچ کر اٹھاتا ہوا بولا۔۔۔ شاید میرے فرار نے انہیں اس حرکت پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہاءوے کی طرف آ نکلے تھے۔۔۔۔۔ اور جولیا بری طرح ہانپ رہی تھی۔

پتا نہیں کس طرح گرتی پڑتی یہاں تک پہنچی تھی۔ بائیں پیر کی تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔

اب تو نہیں چلا جاتا۔۔ جولیا کراہتی ہوئی بولی۔

پھر بیٹھ جاؤ عمران بے بسی سے بولا۔۔۔ اگر سڑک پر تمہیں کاندھے پر بٹھاؤں گا تو دوسرے بھی

ہاتھ بٹانے کے لئے دوڑ پڑیں گے۔

کمینے ہو۔۔۔۔۔۔ کہتی ہوئی وہ سڑک کے کنارے بیٹھ گئی۔

شاید اب پولیس کو وہاں ملبے کے ڈھیر کے علاوہ اور کچھ نہ مل سکے۔ عمران نے کہا۔

میں کچھ نہیں سن رہی۔۔۔ ابھی الفاظ نہ ضائع کرو۔۔۔۔۔۔۔ سوال تو یہ ہے کہ ہم اس ہوٹل تک کیسے پہنچیں گے جہاں تمہارا قیام ہے۔

شاید کسی سے لفٹ مل جائے۔

لیکن ہم لفٹ دینے والے کو کیا بتائیں گے۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔۔۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک گاڑی رکوائی۔۔۔ اور گاڑی والے کو ایک دکھ بھری داستان سنانے کے لئے اسٹارٹ لیتا ہوا بولا۔

اور پھر ان دونوں نے ریوالور نکال لئے۔۔ ہمیں گاڑی سے اتار کر سڑک کے کنارے کھڑا کر دیا۔ اور خود ہماری گاڑی لیکر چمپت ہو گئے۔

کدھر گئے ہیں۔۔۔ گاڑی والے نے پوچھا۔

عمران نے مخالف سمت میں ہاتھ اٹھا دیا۔

چلئے دیکھتے ہیں۔۔۔

جی نہیں وہ دونوں مسلح ہیں۔ بس آپ براہِ کرم ہمیں پولیس ہیڈکوارٹر کے سامنے اتار دیجئے گا۔

ہم رپورٹ درج کرادیں گے۔

اس سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ گاڑی والے نے کہا۔ یہاں اپنے معاملات خود ہی نپٹانے پڑتے ہیں۔۔۔ پولیس ہمارے باپ کی نوکر نہیں ہے۔

دیکھا جائے گا جناب۔۔۔۔ میں ان کے پیچھے جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایک غیر ملکی خاتون ہیں۔۔۔ بغرض سیاحت ہمارے ملک میں تشریف لائی ہیں۔۔۔۔۔ اور اس خوفناک تجربے کی یادیں لیکر واپس جائیں گی۔

آپ کی مرضی۔۔۔۔ بیٹھ جایئے پچھلی سیٹ پر۔۔۔

اس طرح وہ پولیس ہیڈکوارٹر تک پہنچے۔ پیلس ہوٹل اس کے سامنے ہی تھا۔

میرے لائق اور کوئی خدمت گاڑی والے نے پوچھا۔

جی نہیں شکریہ۔۔۔۔ ہم پیلس ہوٹل میں مقیم ہیں۔۔۔ رپورٹ درج کراکے وہیں چلے جائیں گے۔

پھر آدھے گھنٹے کے اندر اندر عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ سیٹھ جیلانی کا بنگلہ ایک دھماکے کے بعد ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

دراصل ہماری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

اب تم اپنی کہانی سنا سکتے ہو۔۔۔۔۔ جولیا بولی۔۔۔ آخر تم ان سات آدمیوں کو کس طرح ڈوج دے سکے تھے۔

انھوں نے خود ہی اپنے لئے گڑھا کھودا تھا۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کمرے کی روداد سناتا ہوا بولا۔ میں نے انہیں قابو میں کر لینے کے بعد نکل جانا چاہا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت کمرے کے کسی حصے سے گیس خارج ہونے لگی۔

وہ پانچوں نقاب پوش دراصل گیس ماسک پہنے ہوئے تھے اس لئے ان پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

لیکن وہ دونوں مسلح آدمی جو بے نقاب تھے۔ کھانستے کھانستے بے ہوش ہو گئے تھے۔

تم تو گیس ماسک نہیں پہنے ہوئے تھے پھر کیسے بچ نکلے۔

حبسِ دم کی مشق نے سہارا دیا تھا۔

وہ کس کی لاش تھی۔ جو ہم نے اس بنگلے کے ایک بیڈروم میں دیکھی تھی۔

عمران جیلانی سیٹھ کے بارے میں اسے بتانے لگا۔

اوہ۔۔۔ تو کوئی لڑکی بھی تھی تمہارے ساتھ۔ جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

تھی تو لیکن اب نہ جانے کہاں اور کس حال میں ہوگی۔

تو اس کے باپ نے خودکشی کر لی۔

مجھے اس میں شبہ ہے۔ عمران طویل سانس لیکر بولا۔ اسے زہر پینے پر مجبور کیا ہوگا۔ غالباً ان کی اسکیم یہ تھی کہ پولیس کو اس لاش کے بارے میں اطلاع دے دیتیں۔ اور سرہانے پایا جانے والا خط ہم دونوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیتا۔ اور پولیس ہماری تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔۔ لیکن میرے فرار نے ان کا کھیل بگاڑ دیا۔ پھر انھوں نے یہی مناسب سمجھا کہ لاش پولیس کے ہاتھ

نہ لگنے دیں۔ اب اگر ملبے سے لاش برآمد بھی ہوئی تو زہر کے بارے میں نہیں سوچا جائے گا۔ پولیس دھماکے کے اسباب پتہ لگانے میں مشغول ہو جائیگی۔

خواہ مخواہ انھوں نے اتنا گھماؤ پھراؤ اختیار کیا۔ اس کے باپ سے تمہارے خلاف بیٹی کے اغواء کی رپورٹ کرادیتے۔

اور پھر میں پولیس کے ہتھے چڑھ کر اس تہہ خانے کی موجودگی کی اطلاع دے دیتا جس میں انہوں نے کسی قسم کی مشینیں لگا رکھی تھیں۔ ویسے اتنی جلدی میں تھا کہ ان مشینوں کے بارے میں چھان بین نہ کر سکا۔

تو کیا وہ سب ختم ہو گئے ہونگے۔

مجھے اس میں بھی شبہ ہے۔ میری دانست میں عمارت انہی لوگون نے تباہ کر دی۔ اگر میں فرار نہ ہو گیا ہوتا تو عمارت بھی برقرار رہتی۔

لیکن آخر انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو مار کیوں ڈالا۔

اس لئے کہ میری اصلیت سے واقف ہو گئے تھے۔ سیٹھ جیلانی بودا آدمی تھا ان کی دانست میں وہ مجھے سب کچھ بتا دیتا۔

اس لئے انہوں نے اسے ختم کر دیا۔ جولیا نے جملہ پورا کر دیا۔ جملہ ایسا ہی تھا جیسے عمران کے بیان کو محض بکواس سمجھ رہی ہو۔

عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے تھے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی

دیر بعد اس نے کہا۔ ابھی تک تم نے مجھے وہ فون نمبر نہیں بتایا۔ جس پر وہ آدمی کسی سے رابطہ قائم کر کے احکام لیا کرتا تھا۔

ایکسٹو نے بتایا تھا کہ نمبر مقامی نہیں ہے۔ سات اعداد کا تھا۔

اور تم نے اپنے طور پر معلوم کرنے کی بھی کوشش کی تھی کہ نمبر کہاں کا ہے۔

نہیں۔۔۔۔۔ میں صرف اسی میں سر کھپاتی ہوں جو میرے ذمے ڈال دیا جاتا ہے۔

مجھے بتاؤ اگر یاد ہے۔۔۔

سات ایک تین دو پانچ آٹھ تین۔

اگر تمہاری یادداشت دھوکا نہیں دیتی تو سات ایک ڈائرکٹ ڈائیلنگ سسٹم میں شاہ دارا کا نمبر ہے۔

نہیں۔۔۔ جولیا چونک پڑی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ یہاں تین دو پانچ آٹھ تین کس کا نمبر ہے۔ عمران نے کہا۔ اور فون کا ریسیور اٹھا کر روم سروس والوں سے ایک ٹیلیفون ڈائرکٹری طلب کر لی۔

مجھے نیند آرہی ہے۔ جولیا برا سا منہ بنا کر بولی۔

جا کر سو جاؤ عمران نے دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

یہ تین کمروں والا سوٹ تھا۔

نہیں ابھی نہیں۔۔۔۔ جولیا سر ہلا کر بولی۔ حاملہ کتیا والی بات تو رہ ہی گئی۔

اس نے بچے جن دیئے تھے۔

کس کوڈ میں تھا یہ پیغام

کوڈ میں نہیں تھا حقیقت تھی۔

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی تھی اور اجازت مل جانے پر دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔

روم سروس کا ویٹر ٹیلیفون ڈائرکٹری لایا تھا۔ اس کے چلے جانے پر جولیا بولی۔ کیا وہ تمہاری کوئی رشتے دار تھی۔

بہرحال سوئیس نہیں تھی۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

سوئیس کتیائیں نہیں ہوتیں۔

لیکن بھونکتی بھی ہیں اور کاٹتی بھی ہیں۔

تو پھر میں دانت تیز کر رکھوں۔ جولیا اٹھتی ہوئی بولی تھی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔

عمران ڈائرکٹری کے ورق الٹتا رہا۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ اس نمبر کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ کسی خان ضرغام کی اقامتگاہ کا نمبر تھا۔ عمارت کا نام تھا خان وِلا۔

کیپٹن خاور اور لیفٹنٹ چوہان شاہ دارا میں بھٹکتے پھر رہے تھے کیونکہ انہوں نے آخر کار جولیا نافٹر واٹر کا سراغ کھو دیا تھا۔ اغواء کنندگان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے۔ محض

اتفاق تھا کہ شاہ دارا کی ایک سڑک پر ان کی گاڑی کا انجن اچانک بند ہوگیا۔ اور اغواء کنندگان کی گاڑی آگے نکلی چلی گئی۔۔۔ پھر وہ آدھے گھنٹے سے قبل انجن کو دوبارہ کارآمد نہیں بنا سکے تھے۔ رات کا بقیہ حصہ ایک ہوٹل میں گذار کر پھر نکل کھڑے ہوئے۔ لیکن بس یونہی بھٹکتے پھر رہے تھے۔۔ انہیں یقین تھا کہ گاڑی کی نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ اس یقین کی تصدیق یوں ہوگئی کہ رجسٹریشن آفس میں اس نمبر کی کسی گاڑی کا اندراج نہیں تھا۔

اب کیا کریں۔ خاور ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

صبر کے علاوہ اور کیا چارہ ہے۔ چوہان فی الحال اور کیا کہا سکتا تھا۔

عمران بھی تو یہیں ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق۔

ہاں۔ اگر شاہ دارا ہی کا کوئی قصہ تھا تو یہیں ہونا چاہئے۔

تو پھر اسی کی تلاش کریں۔

اس سے کیا ہوگا۔ چوہان پر تفکر لہجے میں بولا۔

اگر وہ بھی اسی کیس سے متعلق یہاں کچھ کر رہا ہے تو کچھ لوگ یقینی طور پر اس کی نظر میں ہوں گے۔ ان کے ٹھکانوں سے واقف ہوگا۔ ہوسکتا ہے جولیا وہیں کہیں لے جائی گئی ہو۔۔

بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن عمران ہی کو کہاں تلاش کریں۔

اس کے سلسلے میں یہاں کی لیڈی ڈاکٹر زیبا کا نام سنا گیا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ مسیج کسی لیڈی ڈاکٹر زیبا ہی کی طرف سے تھا۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ہم براہِ راست اس سے پوچھ گچھ کر بھی سکیں گے یا نہیں۔ پہلی ہی حماقت پچھتاوا بنی ہوئی ہے۔ ہمیں ان کا تعاقب کرنے کی بجائے مداخلت کرنی چاہئے تھی۔ پتہ نہیں بیچاری کا کیا حشر ہوا ہو۔

سہ پہر تک وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکے تھے کہ انھیں اب کیا کرنا چاہئے۔

پھر انھوں نے شاہ دارا میں ایک زبردست دھماکے کی گونج سنی تھی اور سارے شہر میں زلزلہ آ گیا تھا۔ لوگ گھبرا کر چھتوں کے نیچے سے کھلی فضا میں نکل آئے تھے۔ عجیب سی بدحواسی طاری ہوگئی تھی پورے شہر میں۔ کوئی کہتا ہوائی جہاز گرا ہے۔ کوئی فوج کے اسلحے کے ذخیرے کی تباہی کی کہانی سناتا۔ کہیں غیر قانونی طور پر بنائے جانے والے بموں کی بات چھڑی ہوئی تھی۔ اصل واقعہ دو گھنٹے بعد معلوم ہوسکا تھا۔ شہر کے ایک متمول فرد جیلانی سیٹھ کا بنگلہ دھماکے سے اڑ گیا تھا اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ کتنے افراد ملبے میں دب کر مر گئے ہوں۔

کہیں یہ بھی اسی سلسلے کی کوئی کڑی نہ ہو۔ خاور نے کہا۔

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔۔۔ چوہان بولا۔ اس سرپھرے کا معاملہ نہ ہے۔

لیکن ایکسٹو نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

وہ بیچارہ۔۔۔۔۔۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ بھی عمران کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا ہو۔

خلقت کے ہجوم میں مل کر وہ دونوں بھی ادھر جا نکلے تھے۔ جہاں حادثہ ہوا تھا۔ وہ بنگلہ تو ڈھیر ہو ہی گیا تھا لیکن آس پاس کے چند اور عمارتیں بھی اس دھماکے سے متاثر ہوئی

تھیں۔۔۔۔ پولیس نے ابھی تک اس علاقے کی حد بندی نہیں کی تھی۔۔۔ اس لئے فائر بریگیڈ کے عملے کو اپنے کام میں دشواری پیش آ رہی تھی۔۔۔ ویسے پولیس کوشش کر رہی تھی کہ لوگ ملبے کے قریب نہ پہنچ پائیں۔

اوہ۔۔۔۔ یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ دفعتاً خاور چونک کر بولا۔

کون۔۔۔ چوہان اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ڈاکٹر زیبا۔۔۔۔ اور کچھ کچھ پریشان سی بھی لگ رہی ہے۔

اس حادثے سے قبل وہ زیبا کو تلاش کر کے اسکا مکان اور مطب دیکھ چکے تھے اور دور سے خود اسے بھی دیکھا تھا۔

ہاں ہے تو وہی۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور غیر معمولی طور پر مضطرب نظر آتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس سے بار کرنی ہی چاہئے۔

لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ دیکھا جائے گا۔ چوہان نے کہا اور آگے بڑھ کر زیبا کے قریب جا کھڑا ہوا۔

ڈاکٹر زیبا۔ پلیز۔ وہ آہستہ سے بولا اور زیبا اچھل پڑی۔

فف۔۔۔۔۔ فرمائیے۔

ایک بیحد اہم مسلے پر آپ سے بات کرنی تھی۔

یہاں اس وقت۔

جی ہاں۔۔۔ اور وہ مسئلہ ہے علی عمران۔

اوہ۔۔۔ زیبا کی آواز کانپ گئی۔ آپ کون ہیں۔

اسی کا ایک ساتھی۔

یعنی کہ۔۔۔۔۔۔

آپ یقین کیجئے۔۔۔ میں وہ مسیج بھی دہرا سکتا ہوں جو آپ نے ٹیلیگرام سے اسے بھجوائی تھی۔

چچ۔۔۔۔۔۔۔ چلئے۔۔۔۔۔۔۔ میری گاڑی کی طرف۔۔۔ یہاں اس بھیڑ میں بات نہیں کر سکتی۔۔۔ یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔

خاور اور چوہان اس کے ساتھ گاڑی تک آئے تھے۔

وہ یہیں تھے اسی عمارت میں زیبا ہانپتی ہوئی بولی۔

عمران یہاں تھا۔

جی ہاں۔

وہ کس طرح۔۔۔ جب آپ یہ نہیں جانتے تو آپ کو ان کی تلاش مجھ تک کیسے لے آئی ہے۔

خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ وہ لوگ بھیڑ سے الگ تھلگ گاڑی کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

یہ بتانا بہت مشکل ہے ڈاکٹر۔

تب پھر آپ ن کے ایسے ساتھیوں میں سے نہیں ہو سکتے۔ جو انھیں تلاش کرتے ہوئے یہاں تک چلے آئیں۔

یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈاکٹر۔۔۔ گاڑی کے عقب سے آواز آئی۔

یہ کون تھا۔۔۔ زیبا اچھل پڑی۔

وہی۔۔ جس کی ہمیں تلاش تھی۔ خاور عمران کی آواز پہچان کر بولا۔

لیکن ڈاکٹر میں فی الحال تمہیں اپنی شکل نہیں دکھا سکتا۔ آواز پھر آئی۔ اور اس بار زیبا کو بھی یقین آ گیا کہ وہ عمران ہی کی آواز ہوسکتی ہے۔

اس جگہ خاصا اندھیرا تھا کیونکہ زیبا نے اپنی گاڑی زیرِ تعمیر بستی کے ایک حصے میں کھڑی کی تھی۔

اور ڈاکٹر۔۔۔ یہاں تمہاری موجودگی مناسب نہیں ہے۔ ان دونوں کو یہیں چھوڑ دو اور خود یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤ

ڈاکٹر زیبا نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔ دونوں گاڑی سے الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور وہ نکلی چلی گئی۔

وہ دونوں تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگے۔

تم کہاں ہو۔۔۔ بآلاخر خاور نے اسے آواز دی۔

ادھر میرے پیچھے چلے آؤ عمران کی آواز آئی اور ایک دیوار کی اوٹ سے ایک سایہ نکل کر بائیں جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔ خاور نے چوہان کو ٹھوکا دیا تھا اور وہ اس کے پیچھے چل پڑے تھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد سایہ رک گیا اور ان کی طرف مڑ کر بولا۔ میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں اس لئے میک اپ میں ہوں۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چوہان بولا۔ ہم تمہیں آواز سے بھی پہچان سکتے ہیں۔ اور ہم بھی ایک دشواری میں پڑ گئے ہیں۔

تمہاری دشواری پیلس ہوٹل کے کمرہ نمبر ستائیس میں اس وقت غالباً گہری نیند سو رہی ہو گی۔

کک۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا مطلب۔

جولیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے آخر اس طویل سفر کی زحمت کیوں مول لی۔ جیسے ہی احساس ہوا تھا کہ وہ اسے شہر سے باہر لے جا رہے ہیں اسی وقت مداخلت کی ہوتی۔

ہمیں اپنی غلطی کا اعتراف ہے۔ یہیں پہنچ کر اچانک ایک جگہ ہماری گاڑی کا انجن بند ہو گیا اور وہ نکل گئے۔

محض اتفاق تھا کہ میں بھی اسی جگہ جا پھنسا جہاں وہ پہلے ہی سے موجود تھی ورنہ شاید وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو چکی ہوتی۔

تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

ایک عمارت میں چوروں کی طرح داخل ہونا ہے۔

آخر تم کرتے کیا پھر رہے ہو۔ خاور بھنا کر بولا۔

کوئی سر پیر بھی ہے اس کہانی کا۔

یہاں کھڑے رہ کر گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔ تمہاری گاڑی کہاں ہے۔

ادھر سڑک پر۔۔۔

وہاں صرف انہی کی گاڑی پارک نہیں تھی۔ درجنوں گاڑیاں تھیں۔ جیلانی گمنام آدمی نہیں تھا۔ بہترے ذی حیثیت لوگ جن سے اس کے تعلقات تھے، دریافت حال کے لئے آئے تھے۔ خاور کی گاڑی ان کے درمیان اس طرح پھنس کر رہ گئی تھی کہ کئی گاڑیوں کو ہٹائے بغیر وہاں سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

زیبا اس دشواری سے واقف تھی اس لئے اپنی گاڑی بستی کے اندر کھڑی کی تھی۔ عمران نے کہا۔ لیکن تم پھنس گئے ہو۔ ایسے مواقع پر جہاں کوئی گاڑی کھڑی دیکھو وہاں ہرگز اپنی گاڑی پارک نہ کرو۔ تھوڑی دیر بعد آؤ گے تو اسی صورتحال سے دوچار ہو جاؤ گے۔

اچھا والد صاحب۔۔ خاور بھنا کر بولا۔ آج تمہیں موقع مل گیا ہے کہے جاؤ نصیحتیں۔

دوسری بات۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ یہاں ساری کی ساری شہر ہی کی گاڑیاں ہونگی۔ آپ کی گاڑی پر دوسرے شہر کی نمبر پلیٹ موجود ہے اگر کسی باریک بین پولیس والے کی نظر پڑ جاتی تو اس وقت تک گاڑی کی چھت پر چڑھا بیٹھا رہتا جب تک آپ حضرات سے ملاقات نہ ہو جاتی۔

اب بس بھی کرو۔۔۔ چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ غلطیوں کا بھی سیزن ہوتا ہے۔ اور پھر حالات سے بے خبری بھی پٹوا دیتی ہے۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ دوسری گاڑیوں میں بھی کچھ لوگ بیٹھے ہوئے اونچی آوازوں میں اس حادثے سے متعلق باتیں کئے جا رہے تھے۔

ہاں تم بے خبری میں پٹ جانے کی بات کر رہے تھے۔ عمران بولا۔

یقیناً تم ہم سے زیادہ باخبر رہتے ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہاں ہمیں موجود کیوں ملتے۔ چوہان نے کہا۔ اور خاور بولا۔

اور اب بتاؤ کہ کتیا کے بچوں اور روزا میکسوئیل کے درمیان کیا تعلق ہے۔

ہمارے ایک بیرونی ایجنٹ نے آگاہ کیا تھا کہ روزا میکسوئیل نامی لڑکی طہران سے پہنچ رہی ہے۔ مشن نامعلوم۔۔۔ جولیا کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ مشن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہماری ٹیم کو مع سربراہ روشنی میں لایا جائے۔ اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ ہمارا وہ ایجنٹ بھی ان لوگوں کے علم میں ہے اور انھوں نے اسے خصوصیت سے اپنی طرف متوجہ کر کے نہ صرف روزا کو یہاں بھجوایا تھا بلکہ یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی نامعلوم مشن پر جا رہی ہے۔

اچھا تو پھر۔

جولیا نے جس غیر ملکی کو پکڑا تھا وہ پیرتا نگ کا آدمی ہے۔۔۔

ہم جانتے ہیں۔

لیکن جولیا ہی کے بیان کے مطابق وہ یہاں کے کسی فرد کی نشاندہی نہیں کر سکا البتہ ایک فون نمبر بتایا تھا جس پر وہ کسی کو اپنی رپورٹ دیتا رہتا تھا۔

ہمیں فون نمبر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔

وہ فون نمبر شاہ دارا کی ایک عمارت کا ہے۔۔۔ ڈائرکٹ ڈائیلنگ۔

اور کتیا نے اسی عمارت میں بچے دیئے ہیں۔۔ خاور نے ٹکڑا لگایا۔

فی الحال کتیا کو الگ رکھو۔

تم تو اسی مسیج پر یہاں آئے تھے۔

وہ دوسرا معاملہ ہے اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔ بہرحال ہمیں آج رات کو اس عمارت میں۔۔۔۔

پہلے کتیا کے بچے۔۔۔ خاور بات کاٹ کر بولا۔

جب تک کوئی معاملہ خود میرے ذہن میں صاف نہیں ہو جاتا اس وقت تک میں اسے زبان پر نہیں لاتا۔۔۔ وہ تو نیمو کے بچے نے رسوا کر دیا ورنہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ بہرحال آج رات اس عمارت میں۔۔۔۔

ہمیں اس کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں ملی تھی کہ تمہاری کسی تجویز پر عمل کریں۔ خاور نے سرد لہجے میں کہا۔

شب بخیر۔۔ عمران نے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

ارے ارے سنو تو سہی۔ خاور نے بوکھلا کر کہا۔ لیکن اس نے مڑ کر دیکھا تک نہیں تھا۔

تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔ چوہان بولا۔ پھر وہ بھی گاڑی سے اترا تھا۔ لیکن عمران کہیں نہ دکھائی

دیا۔

کتوں کے شور سے پورا ہال گونج رہا تھا لیکن وہ شخص جو بابا سگ پرست کہلاتا تھا اس غل غپاڑے میں اتنا مطمئن اور پرسکون دکھائی دیتا تھا۔ جیسے اس کے آس پاس آرکسٹرا کی موسیقی اٹکھیلیاں کرتی پھر رہی ہو۔

دفعتاً ایک جانب سے گھنٹی کی آواز آئی تھی اور وہ اسی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ عجیب طرح کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور وہ اسی جانب کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازے سے گذر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ یہاں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔

اسے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔

بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ مجھے علم ہے کہ تم اپنی دانست میں کوئی بری خبر لائے ہو۔

آپ روشن ضمیر ہیں۔ ان میں سے ایک بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

لیکن میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

وہ نکل گیا۔۔۔ اور اس عورت کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا۔ لیکن میں تمہاری صلاحیتوں کو بھی آزمانا چاہتا تھا۔

اس کے بعد ہم نے ڈائنامائٹ کا ٹائم سوئچ آن کیا۔ اور سرنگ نمبر تین سے باہر نکل آئے۔

یہاں تم نے اپنے باصلاحیت ہونے کا ثبوت دیا ہے۔۔۔دھما کا سنا تھا میں نے۔ وہ مسکرا کر بولا۔

وہ دونوں حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ اور وہ مسکرا کر بولا۔ اس طرح نہ دیکھو میں دنیا میں اس لئے نہیں آیا کہ ملامت اور سرزنش کرتا پھروں۔ تم غور کرو کہ تم سے کہاں غلطی ہوئی تھی خان ضرغام۔

مجھے احساس ہے بابا۔۔۔میں خود کو ملامت کرر ہا ہوں۔ شیخی میں آ کر میں نے اس پر اپنی چابک اندازی کی دھاک بٹھانا چاہتا تھا۔

چلو خیر۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔وہ بھی فتنہ ہے۔

خان ضرغام نے پورا واقعہ دہرا دیا۔۔۔اور پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر بولا۔

ان کی حاضر دماغی کی وجہ سے اسے بھاگنا پڑا ورنہ تو ہمیں قابو کر ہی چکا تھا۔ انھوں نے کرسی سے اٹھتے وقت گیس اسٹوریج کا لیور دبا دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد گیس کا اخراج شروع ہو گیا۔

لڑکی کہاں ہے۔

جنگل والی عمارت کے تہہ خانے میں۔ اسے وہاں سے نہیں ہٹایا گیا تھا۔

کیا اسے علم ہے کہ وہ کہاں اور کن لوگوں میں ہے۔

جی نہیں۔۔

خیر۔۔۔۔۔اب جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔۔۔ہانگ کانگ سے آنے والا بھی ان کے قبضے میں آ گیا ہے۔۔۔اسے خان ولا ہی کا نمبر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس سے اگلوا لیا ہوگا۔

جی ہاں۔۔۔لیکن ابھی تک خان ولا کے آس پاس کوئی مشتبہ آدمی نہیں دیکھا گیا۔

فی الحال عمران یہاں تنہا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آئندہ شاید وہ تنہا نہ ہو۔۔۔اس معاملے میں وہ لوگ مقامی پولیس سے مدد طلب نہیں کریں گے۔ کیونکہ پولیس کو ریفر کرنے کا مطلب ہوتا ہے پبلسٹی اور اگر وہ سچ مچ کتیوں کے بچوں ہی کے لئے یہاں آیا تھا تو اس معاملے کی پبلسٹی محکمۂ خارجہ کو ہرگز منظور نہ ہوگی۔ لہذا مقامی پولیس کو سرے سے خارج از امکان سمجھو۔ ویسے بھی اگر پولیس سے مدد لی گئی ہوتی تو مجھے اس کا علم ہو جاتا۔

میں سمجھ رہا ہوں۔۔۔خان ضرغام سر ہلا کر بولا۔

لہذا میدان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ اب یہ تمہاری صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ ان کا خاتمہ کس طرح کرتے ہو۔

آپ کی ہدایت کے بغیر ہماری صلاحیتیں کسی کام کی نہیں۔

اچھا تو سنو۔۔۔۔۔۔غزالہ کو خان ولا میں لے آؤ۔ طریقہ یہ ہوگا کہ تم جنگل والی عمارت پر ریڈ کرو گے اور اسے باور کرانے کی کوشش کرو گے کہ میرے حکم سے تم اسے تلاش کر رہے تھے۔ جب وہ اپنی کہانی سنائے تو عمران ہی کو اصل مجرم قرار دینا۔ اور خان ولا میں لانے کے بعد اسے بتانا کہ عمران ہی کے ہاتھوں اس کے باپ پر کیا گذری۔

اوراس کے بنگلے والے تہہ خانے کے بارے میں کیا بتاؤں گا۔

کہہ دینا کہ اس کا باپ سونے کی اسمگلنگ کرتا تھا اور تہہ خانے میں ذخیرہ کرتا تھا۔

ہاں یہ مناسب ہوگا۔ خان ولا میں اس پر اس کے علاوہ اور کوئی پابندی نہ ہونی چاہئے کہ وہ عمارت کی حدود سے باہر قدم نہ نکالے البتہ کھڑکیوں کے قریب ہوکر باہر کا نظارہ کرسکتی ہے۔

بہرحال سکا مقصد یہی ہے کہ کسی طرح عمران کی نظر اس پر پڑ جائے اور پھر وہ تنہا یا اپنے ساتھیوں سمیت خان ولا میں گھسنے کی کوشش کرے۔

میں سمجھ گیا۔۔۔ آپ خان ولا کو جال اور غزالہ کو چارہ بنانا چاہتے ہیں۔

ٹھیک سمجھے۔۔۔ اسی طرح تم اس پر قابو پاسکو گے۔

لیکن پولیس کو بھی بحیثیت ڈھمپ اس کی تلاش ہوگی۔

میک اپ کا ماہر ہے۔ پولیس اس پر ہاتھ نہ ڈال سکے گی۔ البتہ اس کا اہتمام رکھنا کہ پولیس کی نظر غزالہ پر نہ پڑنے پائے۔ کیونکہ اسکیم کے مطابق جیلانی کی طرف سے دونوں کے فرار ہوجانے کی رپورٹ درج کرادی گئی تھی۔

اب ہم خاصے محتاط رہیں گے۔

بس اب جاؤ۔۔۔ وہ اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں عمارت سے نکلے اور رات کی بیکراں تاریکی میں گم ہوگئے۔

بابا اس کمرے سے ہال میں دوبارہ واپس آ گیا تھا۔ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر ایک اور دروازے سے گذرتا ہوا برآمدے میں نکل آیا۔

برآمدہ پوری طرح روشن تھا۔ اور وہاں ایک لڑکی آرام کرسی پر نیم دراز برآمدے کے باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں گھورے جارہی تھی لیکن آنکھوں کی ویرانی نے پورے چہرے کو نہ جانے کیا بنا رکھ دیا تھا۔

عامرہ۔۔۔ بابا نے کچھ فاصلے پر رک کر اسے آواز دی۔

وہ چونک کر مڑی تھی لیکن دیکھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے بیکراں وسعتوں میں کسی حقیر سے ذرے کو مرکزِ نگاہ بنانے کی کوشش کررہی ہو۔

تو آج بھی میرے احترام کو نہیں اٹھی۔ بابا نے کہا۔

احترام۔۔۔۔ کس کا احترام۔۔۔۔۔۔۔ میرے علاوہ اس وسیع کائنات میں اور ہے کون۔۔۔ وہ بولی تھی اور ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کہیں دور گھنٹیاں بجی ہوں۔

خان ضرغام بھی ہے۔ بابا نے کہا۔

میں تو نہیں سمجھتی۔

خان ضرغام ہے اور تو اچھی طرح جانتی ہے۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اپنے علاوہ اور کسی کے بارے میں سوچ سکوں۔

خان ضرغام کا وجود ہے۔ کیا تو نے اسے نہیں دیکھا۔

میں کسی کو بھی نہیں دیکھتی۔۔۔ تم جو بول رہے ہو۔ محض ایک آواز ہو اور بس۔۔۔ میں تمہیں سن

رہی ہوں دیکھ نہیں رہی۔

تم خان ولا جاؤ گی اور اپنے طریقے سے خان ضرغام کا خاتمہ کردو گی۔۔۔ میری طرف دیکھ۔۔۔ مجھ سے آنکھیں ملا۔۔۔ ورنہ میں تجھے آسمان سے زمین پر کھینچ لاؤں گا۔

نہیں۔۔۔۔۔ دفعتاً وہ خوفزدہ آواز میں بولی۔۔۔ مجھے آسمان سے زمین پر مت لانا۔۔۔ تم جو کہو گے کروں گی۔

خان ولا جانا ہے تجھے۔ خان ضرغام تجھے پسند کرتا ہے۔ صبح مجھے اطلاع ملنی چاہئے کہ وہ اپنی خوابگاہ میں مردہ پایا گیا۔

پہلے تم وعدہ کرو کہ مجھے کبھی آسمان سے زمین پر نہیں لاؤ گے۔

یہ تیرے اپنے رویے پر منحصر ہے۔

میرا اپنا کوئی رویہ نہیں۔۔۔۔ تم جو کہتے ہو کرتی ہوں۔ کرتی رہونگی۔

بس تو پھر خان ولا میں جانے کی تیاری کر۔۔۔۔ میں تیار ہوں۔

صبح مجھے اس کی موت کی اطلاع ملنی چاہئے لیکن تو وہاں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑے گی۔

کیا وہ خان ولا میں تنہا ہے۔

آج رات تنہا ہی ہوگا۔ کوئی ملازم بھی نہیں ہوگا۔

تب پھر میں وہاں اپنا نشان نہیں چھوڑوں گی۔ اس نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کر ایک جانب بڑھ گئی۔ صرف اس کے پیر حرکت کر رہے تھے۔ چہرے پر بھی کوئی ایسا تاثر نہیں تھا جیسے وہ چل رہی ہو۔ ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوئی لاش اٹھ کر چلنے لگی ہو۔

اور پھر برآمدے کے باہر پھیلے ہوئے اندھیرے نے اسے بھی نگل لیا۔

اختتام--------------------The End